نقیبِ ختمِ نبوت
مُلتان

عید مُبارک

غزوۂ بدر
مولانا ابوالکلام آزاد

مرزائیت کا ماضی و حال

برطانیہ میں صدائے احرار اور مرزا طاہر کا فرار

بہشتی مقبرہ
ربوہ کے "مُوارے" خدمت کے میدان میں

ربوہ پلان
[illegible] جنرل کی ربوہ میں آمد اور مرزائیوں سے خفیہ ملاقات

پیامِ عید

عید کے دن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر عیدگاہ کی طرف گامزن تھے کہ راہ میں ایک بچہ روتا ہوا دیکھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طفلِ بے آسرا کو پیار کیا اور پوچھا، کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی سب بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ عید کی مسرتوں، راحتوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور میں یتیم اُداس ہوں۔ غم کی اس کھائی میں گرا تو آنسو اُبل پڑے۔ رحمتِ کائنات علیہ الصلوات والتحیات الطیبات نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا تو میرا بیٹا ہے، میں تیری تنہائی کا مونس، تیرا غم خوار ہوں تو میرا دلدار ہے" (رضی اللہ عنہ)۔ دولت کی مستی، اقتدار کے نشہ، جاگیروں کے غرور، کارخانوں ملوں کی چمنیوں کے دھوئیں، مشینوں اور ٹریفک کی وحشتوں کے شور میں کوئی ہے جو اُمتِ رسولؐ کے غریبوں، فقیروں، مسکینوں، یتیموں، ناداروں، بیماروں اور بے آسرا روتی، چلاتی، سسکتی ہوئی انسانیت کے سر پر محبت کا ہاتھ پھیرے، اسے اپنائیت کا کندھا دے، اس کی تنہائی کو پُر رونق کرے، اس کے خلوت کدۂ دل و جان میں مسرتوں کا نور بکھیرے اور قبر و حشر کی وحشتوں میں کسی کو مونسِ جاں بنائے؟

سید عطاء المحسن بخاری
ناظمِ اعلیٰ: عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

یکے از مطبوعات
تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت
(شعبۂ تبلیغ)
عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

افکارِ احرار؛

قائدِ احرار جانشینِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے فرمایا:

احرار کا مقصد مجاور پیدا کرنا نہیں، مجاہد تیار کرنا ہے یہ ہمارا کردار ہے اور ہمارے اس کردار پر تریسٹھ برس کی تاریخ شاہد عادل ہے کہ ہم نے طوفانوں کا رُخ موڑا اور حوادث کا منہ توڑا ہے۔ ہم نے سید احمد شہید اور شیخ الہند کی وراثت سنبھالی ہے۔ ہم نے دشمن کے خرمن کو آگ لگائی ہے۔ ہم سیلِ بے پناہ بن کر نکلے اور فرنگی سامراج کے اقتدار کو بہا کر لے گئے۔

احرار ایسے جیالے مائیں روز روز نہیں جنا کرتیں۔ احرار کا طرۂ امتیاز رہی یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین اور شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر

پھانسیوں پر جھول گئے

گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے

سنتِ یوسفی (علیہ السلام) ادا کرتے کرتے جانیں وار گئے

بیویوں اور بچوں کو دین پر قربان کر گئے

خبیب، ابن عدی، عاصم، قاری طلحہ اور ابودجانہ (رضی اللہ عنہم) کی اتباع میں

حرمتِ رسول وختمِ نبوت کا فرض ادا کرتے کرتے قربان ہو گئے۔

ہم نے کبھی اغیار سے مفاہمت نہیں کی ہم نے سیاسی مفادات کی زلہ ربائی میں حق اور اہلِ حق کو کبھی قربان نہیں کیا۔ ہم نے دینی مفاد پر مجلس احرار کے سیاسی مفادات کو ہمیشہ قربان کیا ہے۔ ہم حکومتِ الٰہیہ کی منزل کے راہی ہیں اور اس راہ میں قربانی ہی قربانی ہے۔ احرار کارکن قربانیاں دیتے جائیں اور آگے بڑھتے جائیں وہ وقت ضرور آئے گا جب منزل خود احرار کا استقبال کرے گی۔

صدائے حق

۲۸ مارچ ۱۹۸۰ء، خان پور

نقیب ختم نبوۃ

مئی : ۱۹۸۸ء

سلسلۂ اشاعت (۴)

رفقاءِ فکر

سید عطاء المحسن بخاری
سید عطاء المؤمن بخاری
سید عطاء المہیمن بخاری
سید محمد کفیل بخاری
سید عبدالکبیر بخاری
سید محمد معاویہ بخاری
سید محمد ذوالکفل بخاری
سید محمد ارشد بخاری
سید خالد مسعود گیلانی
عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا
عمر فاروق معاویہ ○ محمود شاھد
قمرالحق قمر ○ بدر منیر احرار

رابطہ : مدرسہ معمورہ
دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

قیمت : -/۳ روپے ○ سالانہ -/۳۵ روپے

دل کی بات ،

احرار ساتھیو ! وفا کے خوگرو ! اس بات پر دل کی گہرائیوں سے یقین کرو کہ آپ اللہ کے دین کے چاکر ہیں ۔ شریعتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پابند ہیں۔ جو لوگ ان دونوں صفتوں سے محروم ہیں ان سے بیزاری کا اعلان عام کر دو اور اپنے جسمِ ظاہری اور روح میں ایسی قوت پیدا کرنے کی مسلسل جد وجہد کرتے رہو جو آپ کو صحابۂ رسول علیہ السلام کا نقشِ ثانی بنادے اور آپ دین کی محبت میں اس مقام پر پہنچ جائیں کہ

آپ کا وقت
آپ کا مال
آپ کی جان
اور آپ کی عزت وآبرو

یہ آپ کا نہیں بلکہ یہ سب کچھ اللہ اور اس کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے اور آپ نے یہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول کی نصرت کے لئے قربان کرنا ہے۔ جب بھی دین آپ کو پکارے آپ تڑپ کر اٹھیں اور ایثار پیشہ احرار لبیک لبیک کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے دین کے دشمنوں پر جھپٹ پڑیں اور جس طرح حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین، مولانا گل شیر شہید، چودھری افضل حق، ماسٹر تاج الدین، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا عبدالقیوم پوپلزئی، مولانا احسن عثمانی رحمہم اللہ نے اپنی متاعِ عزیز دین کی آبرو پر وار دی تھی اسی طرح آپ بھی پیکرِ تسلیم و

رضا بن کے اسلام کی آبرو پر اپنی تمام قوتیں اپنی تمام توانائیاں اور اپنی متاعِ عزیز بھی نثار کر دیں قربانی و ایثار ہی دین کی ترقی کا واحد راستہ ہے اللہ کے دین کی حاکمیت کی منزل تک رسائی باسی صراطِ مستقیم پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے جن لوگوں نے اس جادۂ حق پہ استقامت سے سفر جاری رکھا وہ منزل کو پا گئے اور وہی اَمر ہو گئے وہ عینِ ابد ہیں انہیں فنا نہیں بقاءِ دوام حاصل ہے وہ مردہ نہیں زندہ ہیں۔ مردہ اور فانی وہ ہے جو اس راہ سے بھٹک گیا جس نے اس منزل سے منہ موڑا جو استقامت سے محروم ہوا۔ اور یہ

ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پہ آگیا
طغیانِ بحرِ عشق ہے ساحل کے آس پاس

دین ہم سے باطل کے ساتھ مزاحمت کا مطالبہ کرتا ہے، باطل کسی روپ بہروپ میں ہو باطل ہے اور اس سے مزاحمت آپ پر فرض ہے۔ موسموں کے تغیّر کے ساتھ ساتھ چولا بدلنا شیوۂ احرار نہیں یہ ان لوگوں کا پیشہ و شیوہ ہے جو فکر کی اصابت سے محروم ہیں جو عزم کی پختگی سے بے بہرہ ہیں جو عقیدے کی حقانیت سے ناآشنا ہیں جن کا مقصدِ زندگی ہر اقتدار کی چوکھٹ پر سجدہ ریزی ہے جو دولت کے فرزند نا ہموار ہیں، احرار تو اللہ کے دیوانے ہیں شمعِ ختمِ نبوت کے پروانے ہیں۔ احرار کا عقیدہ، نظریہ، اور فکر صرف حق نہیں عینِ حق ہے۔ حق کہنا، حق سنانا، حق کے لئے لڑنا اور حق کے لئے مرجانا فطرتِ احرار ہے

ملک کے نت بدلتے ہوئے سیاسی حالات سے مصالحت کرنا فکری نسبتوں کو بدلتے رہنا اعتقادی تقاضوں کو بھول جانا اور وقتی تقاضوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دینا پالیسی یا حکمتِ عملی نہیں منافقت ہے جس کو مغرب زدہ کور باطن اور بے بصر لوگوں نے سائنٹفک سیاست کا نام دے رکھا ہے اور چالیس برس سے جسے کالے انگریز نے اپنی باطنی ظلمتوں کو ظاہری چمک دمک کی آستین میں چھپا رکھا ہے۔ ان چالیس برسوں میں جب بھی دین کے جسدِ اطہر پر زخم آئے انہی منافقوں کے خنجرِ نفاق سے آئے جب بھی دینی اقدار کو پامال کیا گیا انہی مصلحت پسندوں کی پالیسیوں اور یورپ کے کفار و مشرکین کی پیروی میں ڈوبے ہوئے بے حمیتوں کے ہاتھوں پامال کیا گیا۔ جب بھی دین کے مسلّمات کو متنازعہ بنایا گیا انہی مغرب زدہ بہروپیوں کی ابلیسی حکمتِ عملی

سے متنازعہ بنایا گیا کہ جن کی "ومینز" سیئات وفاحشات ہی نہیں منکرات وخبثیات بھی ہیں اور جو خود اخس وارذل ہیں جن کی دنائت وخساست کے سامنے ابوجہل کا رویہ اور ابولہب کی مکاری بھی سرنگوں ہے۔

احرار آب دار! آپ نے ان دہشتوں کا رُخ موڑنا ہے اور دہشتوں کو کافور کرنا ہے ان موذیوں کا مقابلہ کرنا ان سے ہر ہر موڑ پر مزاحمت کرنا ہے یہ سب باطل ہیں اور باطل کو زیر کرنا احرار کا فرضِ اولین ہے کہ دین کا تقاضی یہی ہے۔

اللہ کا حکم، حضور کی سنت اور صحابہ واہلِ بیت کی روایت یہی ہے اور ہاں آپ کے قریبی اسلاف اکابرِ احرار کی ریت بھی تو یہی ہے۔

احرار ساتھیو! اپنے مسلکِ حق پر جمے رہو، اپنی روایت پر ڈٹے رہو اور سنتِ رسول میں اپنا سب کچھ نثار کرتے رہو۔ اللہ آپ کے ساتھ ہے، اللہ آپ کے ساتھ ہے یقیناً اللہ آپ کے ساتھ ہے۔

مجلسِ احرارِ اسلام کے تمام ارکین ومعاونین اور

قارئینِ نقیبِ ختمِ نبوت کو

عید مُبارک

ادارہ

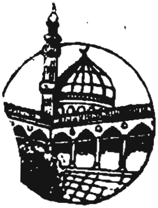

قسط ۱

غزوۂ بدر

مولانا ابوالکلام آزادؒ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (آل عمران ۱۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر اڑھائی سو میل شمال میں چلے آئے تھے تاکہ اطمینان سے دین حق کی تبلیغ کر سکیں لیکن قریش کی عداوتوں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔

ابن ابی سے ساز باز

قریش نے سب سے پہلے عبداللہ بن ابی اور اس کے ہم نواؤں کو ساز باز کے لیے چُنا۔ یہ لوگ مدینہ منورہ کے بڑے عرب قبیلوں اوس و خزرج دونوں میں سے تھے اور اس وقت تک انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ قریش نے انھیں کہا کہ تم نے ہمارے جس آدمی کو اپنے ہاں ٹھہرا لیا ہے، اس سے لڑو اور نکال دو یا ہم سب یکبارگی تم پر حملہ کر دیں گے۔ تمھارے جوانوں کو قتل کریں گے اور عورتوں کو اپنے قبضہ میں لے آئیں گے۔

ابن ابی اور اس کے ساتھیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کا ارادہ کیا۔ آپ کو اطلاع ملی تو بہ نفس نفیس ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور سمجھایا کہ قریش نے تم سے داؤ کھیلا ہے۔ اگر لڑو گے تو اپنے فرزندوں اور بھائیوں سے لڑو گے جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ دونوں طرف نقصان تمھارا ہی ہوگا لیکن اگر تمھیں قریش سے لڑنا پڑا تو یہ غیروں سے مقابلہ ہوگا۔ حضورؐ کا یہ ارشاد اس درجہ دل نشیں تھا کہ وہ لڑائی کے ارادے سے دست بردار ہو گئے۔

یہودیوں سے جوڑ توڑ

اس کے بعد قریش نے مدینہ منورہ کے یہودیوں سے سازش کی۔ جب یہودیوں کو اپنے ساتھ ملا چکے، حالانکہ وہ معاہدۂ مدینہ یعنی "صحیفہ" میں شریک ہو چکے تھے، تو مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ مکہ سے صاف بچ نکلنے پر مغرور نہ ہو جانا، ہم اب بھی تمھیں چھوڑیں گے نہیں۔

ساتھ ہی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ ربیع الاول ۲ھ (ستمبر ۶۲۳ء) میں ایک قریش سردار کرز بن جابر الفہری مدینہ منورہ پہنچا جو مویشی میدان میں چر رہے تھے، انھیں پکڑ کر لے گیا۔ تعاقب کیا گیا مگر صاف بچ کر نکل گیا۔ یہ اس امر کا اعلان تھا کہ قریش مسلمانوں کو مدینۂ منورہ میں بھی اطمینان کا سانس نہ لینے دیں گے اور مدت تک یہ حال رہا کہ رسول اللہ

؎ اور اللہ بدر کے میدان جنگ میں تمھیں فتح مند کیا تھا حالانکہ تم بڑی گری ہوئی حالت میں تھے۔

صلی اللہ علیہ وسلم راتیں جاگ جاگ کر گزارا کرتے تھے۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "آج کوئی اچھا آدمی پہرا دیتا"۔ چنانچہ سعدؓ بن ابی وقاص نے رات بھر پہرا دیا، تب آپ نے آرام فرمایا۔

دو موثر جوابی تجویزیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ کی حفاظت کے لیے دو موثر تجویزیں سوچیں: اول قریش کی شامی تجارت کا راستہ مخدوش بنانے کا فیصلہ، دوم مدینہ منورہ کے آس پاس جو قبیلے رہتے تھے، ان سے امن و امان کے معاہدوں کے لیے سعی و کوشش۔ چنانچہ امن و امان کے معاہدوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

قریش جنگ پر تُلے بیٹھے تھے اور اس کے لیے مصارف کی تجویز یہ سوچی گئی کہ اہل مکہ کے پاس جو سرمایہ تھا وہ شام جانے والے قافلے کے حوالے کر دیا جائے اور اس سفرِ تجارت میں جتنا منافع ہو وہ پورے کا پورا مسلمانوں کے خلاف سرو سامان جنگ کی تیاری میں لگایا جائے۔ یہی تجارتی قافلہ تھا جس پر حملہ ابتدا میں مسلمانوں کے پیش نظر تھا اور سورۂ انفال میں "احدی الطائفتین" سے ابتدا میں یہی قافلہ سمجھا گیا، جس میں ایک ہزار اونٹ تھے اور پچاس ہزار دینار کا سامان تجارت تھا۔

تجارتی قافلے پر حملے کا مسئلہ

اس باب میں قافلے کو حملے کا ہدف تسلیم کرنے سے گریزاں ہونا سراسر تکلف ہے۔ قریش اور مسلمانوں کے درمیان حالت جنگ قائم تھی اور حالتِ جنگ میں دشمن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا قطعاً مستوجبِ طعن نہیں ہو سکتا۔ جن بزرگوں نے اس باب میں تکلفات فرمائے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے حقیقی صورت حال پیش نظر نہیں رکھی اور صرف اس خیال سے متاثر ہو گئے کہ کہیں مسلمانوں پر غارت گری کا الزام عائد نہ ہو جائے، لیکن پیش بندی کے طور پر دشمن کو نقصان پہنچانا اور اسے جنگ کے معاملے میں بے دست و پا بنا دینا ہر اعتبار سے درست اور جائز ہے اور یہ سب کے نزدیک تدابیر جنگ میں سے ایک موثر تدبیر ہے۔ "الفتنۃ اشد من القتل"، "والفتنۃ اکبر من القتل" کا مطلب بھی یہی ہے۔

خدا جانے اس بدیہی حقیقت سے اعراض کیوں مناسب سمجھا گیا؟ یہ غارت گری نہ تھی۔ ایک جانی دشمن کے لبریز فساد منصوبوں کو ناکام و نامراد بنانے کی کوشش تھی۔ کیا یہ حقیقت نہ تھی کہ قریش مکہ ان املاک پر قابض ہو گئے تھے جو مہاجرین چھوڑ کر گئے تھے؟ قریش کے حملے اور چھاپے جاری تھے حالانکہ مسلمان نہ قریش سے لڑنے کے خواہاں تھے، نہ کسی اور سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔ قافلے پر حملہ جارحانہ حرکت نہ تھی بلکہ یہ سراسر دفاعی اقدام تھا، جو حالت جنگ کے دوران میں کیا گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ مشیت ایزدی نے تجارتی قافلے پر حملے کے بجائے جنگ بدر کا سرو سامان کر دیا، جسے قرآن مجید "یوم الفرقان" سے تعبیر کرتا ہے یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلے کا دن۔

معذرت آمیز انداز کیوں؟

اصل دین کسی بھی معاملے کے متعلق معذرت آمیز انداز اختیار کرنا ضعفِ موقف کا

نشان ہوتا ہے اور جب موقف ضعیف اختیار کر لیا جائے تو اسے دلائل کے زور اور الفاظ کی فراوانی سے مستحکم نہیں بنایا جا سکتا۔ معہذا مسئلے کے بنیادی حقائق آفتاب جہاں تاب کی طرح درخشاں ہوں تو ان کی طرف سے آنکھیں بند کر کے معذرت کا پہلو اختیار کر لینا سراسر حیرت افزا ہے۔

ابو سفیان کا الارم

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے تجارتی قافلے کی مراجعت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے طلایہ گرد دستے بھیجتے رہتے تھے۔ ایسی ہی کوئی اطلاع پاکر مدینہ منورہ سے نکلے۔ ادھر ابو سفیان بھی جو سالار قافلہ تھا، بے خبر اور غافل نہ تھا۔ اسے بھی تشویش تھی کہ مسلمان اس کی تلاش میں ہوں گے۔ جو لوگ راستے میں ملتے تھے ان سے پوچھ گچھ کے بعد اطمینان کے بغیر قدم آگے نہیں بڑھاتا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ مسلمان راستے کا پکڑ نگار ہے ہیں تو اس نے بدر پہنچنے سے پیشتر ہی ضمضم غفاری کو مکہ کر مہ بھیج دیا تاکہ قریش کو خبر کر دے، قافلہ خطرے میں ہے اور اس کے بچاؤ کے لیے جو کچھ کیا جا سکے، جلد از جلد کر لو۔ اس وقت تک کوئی بدیہی اور قریبی خطرہ اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔

موکب رسالت کی حرکت

مدینہ منورہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روانہ ہونے کی تاریخ ابن اسحاق کے مطابق ۸۔ رمضان ۲ھ (۳ یا ۵۔ مارچ ۶۲۴ء) ہے۔ دن دوشنبہ یعنی پیر کا تھا۔ یہ بیان تقویم کے عین مطابق ہے۔ ابن سعد نے تاریخ روانگی ۱۲۔ رمضان ۲ھ (۸۔ مارچ ۶۲۴ء) بتائی ہے اور لکھا ہے کہ دن شنبہ یعنی ہفتے کا تھا۔

منازل سفر

اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن مقامات سے گزرے ان کی تفصیل یہ بتائی گئی ہے: عقیق، ذوالحلیفہ (موجودہ آبار علی)، اولات الجیش، تربان[1]، ملل، غمیس الحمام[2]، صخیرات الیمامہ، سیالہ، فج الروحا[3]، شنوکہ، عرق الظبیہ، سجسج، منصرف، الغازیہ، وادی رحقان، صفرا[4]، وادی ذفران۔ اسی مقام پر پہلی مرتبہ رسول اللہ کو اطلاع ملی کہ قریش کا لشکر تجارتی قافلے کی حفاظت کے لیے آرہا ہے۔ یہاں تک "طائفتین" میں سے صرف ایک پیش نظر تھا، یعنی تجارتی قافلہ، دوسرے کے بارے میں یقینی طور پر کچھ معلوم نہ تھا۔ اب دونوں طائفے منظر عام پر آگئے تھے قرآن مجید کا ارشاد ہے،

---

[1] مدینہ منورہ سے بیس میل [2] وفا الوفا میں اسے غمیس بھی لکھا ہے [3] یہیں بئر الروحا ہے جو مدینہ منورہ سے چالیس میل بتایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ چھتیس میل ہے [4] یہاں سے مکہ مکرمہ جانے والا راستہ بائیں جانب چھوڑ کر آپ نے دائیں جانب کا راستہ اختیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے راستوں کی کیفیت معلوم نہیں۔ ترکوں کے عہد حکمرانی میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جو راستہ "طریق سلطانی" کے نام سے مشہور تھا، اسے سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ سے پہلی منزل آبار علی تھی، دوسری بئر درویش، تیسری مسیجد جسے بئر عباس بھی کہتے ہیں۔ یہیں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طریق مکہ چھوڑا اور دائیں جانب کا راستہ لیا۔ [5] صفرا کو پھر بائیں ہاتھ چھوڑا اور دائیں جانب چلتے ہوئے ذفران پہنچے۔

اذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انہا لکم۔ جب اللہ نے تم سے وعدہ فرمایا تھا کہ دشمن کے دونوں گروہوں میں سے ایک ضرور تمہارے ہاتھ آئے گا۔

ذفران ہی کی منزل میں وہ مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جسے یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ تجارتی قافلے کے بجائے لشکر قریش سے ڈبھیڑ کی نوبت آئی تو کیا کرنا چاہیے۔

مسلمان طلایہ گرد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت کے مطابق صفرا سے، دوسری روایت کے مطابق مدینہ منورہ[1] سے بسبس بن عمرو الجہنی اور عدی بن ابی الزغباء کو تجارتی قافلے کی خبریں لانے کے لیے بدر بھیج دیا تھا۔

وہ بدر پہنچے۔ پانی کے پاس اونٹ بٹھائے اور مشکیزہ بھرنے لگے۔ اس اثنا میں دو لڑکیاں پانی لینے کے لیے آ رہی تھیں اور جھگڑ بھی رہی تھیں۔ ایک کا قرض دوسری کے ذمے تھا اور قرض خواہ تقاضا کر رہی تھی۔ دوسری نے جواب دیا کہ کل پرسوں قافلہ آنے والا ہے۔ میں ان کے پاس مزدوری کرکے تیرا قرض ادا کر دوں گی۔ مجدی بن عمرو الجہنی نام ایک شخص وہیں تھا یہ پہلے بھی قریش اور مسلمانوں کی لڑائیاں رکوا چکا تھا۔ اس نے قافلے کے آنے کی تصدیق کی اور دونوں لڑکیوں کا جھگڑا ختم کرا دیا۔ بسبس اور عدی کے لیے اتنی خبر کافی تھی اور یہی خبر انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دی۔

قافلہ بچ نکلا

ان کے جانے کے بعد ابوسفیان بدر پہنچا اور مجدی سے پوچھا کہ کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے؟ مجدی نے بتایا کہ دو سوار آئے تھے اور اونٹ بٹھا کر انھوں نے پانی مشکیزے میں بھرا تھا۔ ابوسفیان اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پہنچا۔ مینگنیاں اٹھا کر توڑیں۔ ان میں کھجور کی گٹھلیوں کے ریزے دکھائی دیے۔ یہ اہل مدینہ کے اونٹوں کا خاص چارہ تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ مسلمان قافلے کی تلاش میں ہیں۔ چنانچہ وہ تیزی سے قافلے کی طرف لوٹا اور بدر سے اس کا رخ پلٹا کر اس راستے پر چل دیا جو ساحل بحر کے ساتھ تھا، یعنی بدر کو اس نے بائیں ہاتھ چھوڑ دیا۔

حکمت الٰہی

اب حکیم مطلق کی حکمت نوازی ملاحظہ ہو کہ پہلے دشمن کا ایک گروہ پیش نظر تھا یعنی قافلہ اور دوسرے کا گمان بے شک ہوگا، لیکن اس کا وجود یقینی نہ تھا پھر دونوں گروہ منظر عام پر آ گئے۔ اب پہلے گروہ یعنی قافلے نے معمولی سا نشان خطر دیکھ کر راستہ بدل لیا اور وہ منظر عام سے غائب ہو گیا۔ دشمن کا جو گروہ پہلے غائب تھا اور صرف اس لیے وجود پذیر ہوا تھا کہ قافلے کو گزند نہ پہنچنے دے، وہ قافلے کے سلامت نکل جانے کے باوصف ابوجہل کے اصرار کی بنا پر واپس نہ ہوا بلکہ دندناتا ہوا بدر آیا تاکہ آس پاس کے قبیلوں پر اپنی قاہری و جباری کا رعب جمائے۔ ان دو گروہوں میں سے ایک کے ہاتھ آنے کا خدائی وعدہ ایسے انداز میں پورا ہوا کہ جنگ بدر سے اسلامی تاریخ میں حق کی فتح اور باطل کی شکست و ریخت کا دروازہ کھل گیا۔

منازل قریش

یہاں یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ قریش کو مکہ مکرمہ سے نکل کر بدر پہنچنے میں آٹھ دن لگے۔ منازل کی مجمل کیفیت یہ ہے،

---

[1] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان طلایہ گردوں کو دو مرتبہ بھیجا گیا، ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے اور دوسری مرتبہ راستے سے۔

۱۔ مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان، ابوجہل نے پُورے لشکر کے لیے دس اونٹ ذبح کیے۔

۲۔ عسفان	امیہ بن خلف نے نو اونٹ ذبح کیے۔	
۳۔ قُدَید	سہیل بن عمرو نے دس اونٹ ذبح کیے۔	

۴۔ قُدَید سے قریش سمندر کی طرف چلے جہاں میٹھا پانی تھا وہاں کے قیام میں شیبہ بن ربیعہ نے نو اونٹ ذبح کیے۔

۵۔ جُحفہ	عتبہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کیے۔	
۶۔ ابوا	ابناء حجاج نے دس اونٹ ذبح کیے۔	

۷۔ ابوا اور بدر کے درمیان، عباس نے دس اونٹ ذبح کیے۔

۸۔ بدر	ابوالبختری نے دس اونٹ ذبح کیے۔	

ذَفِران کی مجلس

قریش کی آمد کے متعلق اطلاع پاتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کیا تاکہ آیندہ کے متعلق ان کی رائے معلوم ہو جائے۔ سب سے پہلے ابوبکرؓ نے موثر تقریر کی۔ پھر عمرؓ بولے۔ بعد میں مقدادؓ بن عمرو نے کہا:

> یارسول اللہ! اللہ آپ کو جو کچھ فرمائے، وہی کیجیے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم، ہم وُہ نہ کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ: اذھب انت وربك فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون[1]۔ اس خدا کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا۔ اگر آپ برک الغماد[2] تک بھی چلے جائیں تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ آپ وہاں پہنچ جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تعریف فرمائی اور دعا کی، لیکن ابوبکرؓ، عمرؓ اور مقدادؓ تینوں مہاجرین میں سے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی رائے سننا چاہتے تھے کیونکہ خیال تھا شاید انصار نے حفاظت کی ذمہ داری صرف مدینہ منورہ کے لیے اٹھائی تھی۔ چنانچہ آپ نے پھر فرمایا، مجھے مشورہ دو۔ اب سعدؓ بن معاذؓ[3] اٹھے اور کہا:

> یارسول اللہ شاید آپ ہم سے خطاب فرما رہے ہیں۔ ہم آپ پر ایمان لا چکے۔ آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپ جو تعلیم لائے ہیں وُہ سچی ہے۔ ہم آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کے پختہ وعدے کر چکے۔ آپ جس طرف ارادہ فرمائیں، تشریف لے چلیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو

---

[1] تم چلے جاؤ اور تمھارا خدا چلا جائے تم دونوں وہاں لڑنا۔ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ [2] برک الغماد یمن میں ہے اور مکہ مکرمہ سے پانچ منزل کی مسافت ہے۔ عربوں کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مسافت کی یہ بھی ایک تعبیر تھی۔ [3] حضرت انسؓ کی روایت میں سعدؓ بن معاذ کی جگہ سعدؓ بن عبادہ ہے۔

سچائی کے ساتھ مبعوث کیا، اگر آپ سمندر بھی ہمارے سامنے لے آئیں اور اس میں داخل ہوں تو ہم آپ کے ساتھ داخل ہو جائیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہ ہٹے گا۔ ہم اسے ناپسند نہیں کرتے کہ کل آپ ہمیں لے کر دشمنوں سے مقابل ہوں۔ ہم جنگ میں باستوار اور مقابلے میں سچے ہیں۔ امید ہے خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسے کارنامے دکھائے، جن سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ آپ اللہ کی برکت سے چلیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقداد کی تقریر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا،

چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے میرے ساتھ دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے اور میں گویا اس وقت قریش کے پچھڑنے کے مقامات دیکھ رہا ہوں۔

ذفران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو ان گھاٹیوں میں سے گزرے جنھیں الاصافر کہتے ہیں۔ پھر الدبہ نام بستی میں قیام فرمایا۔ بعد ازاں حنان کو دائیں جانب چھوڑ دیا جو ایک ٹیلا ہے جو بڑے پہاڑ کی مانند ہے۔ آپ نے بدر کے قریب نزول فرمایا۔ شام ہوئی تو علیؓ، زبیرؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص کو ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی جانب روانہ فرمایا کہ کچھ خبریں لے آئیں۔ وہ دو غلاموں کو گرفتار کر لائے جو لشکر قریش کے لیے پانی لانے کی خدمت پر مامور تھے۔ ان سے ابوسفیانؓ کے متعلق پوچھا تو جواب ملا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ پھر انھیں زدوکوب کیا تو دونوں نے اقرار کر لیا کہ ہم ابوسفیان کے ملازم ہیں۔ اس پر انھیں چھوڑ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ سلام پھیرا تو فرمایا کہ جب انھوں نے سچ کہا تو تم نے مارا جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا۔

پھر آپ بہ نفس نفیس مخاطب ہوئے، فرمایا، مجھے قریش کے متعلق بتاؤ،

غلام، اس ٹیلے کے پیچھے ہیں، جو دور نظر آ رہا ہے۔

اس سے ان کا اشارہ اس ٹیلے کی طرف تھا، جس کا نام عقنقل ہے اور اس طرف کے ناکے کو "العدوۃ القصویٰ" کہتے ہیں۔

پھر فرمایا: وہ لوگ کتنے ہیں؟

غلام: بہت ہیں۔

فرمایا، کھانے کے لیے روزانہ کتنے اونٹ ذبح کیے جاتے ہیں؟

غلام، کسی روز نو، کسی روز دس۔

اس جواب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازہ فرما لیا کہ لشکر قریش کی تعداد نو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہے اور یہ اندازہ بالکل درست تھا کیونکہ قریش کی تعداد ساڑھے نو سو بیان کی گئی ہے۔

فرمایا، قریش کے سربرآوردہ لوگوں میں سے کون کون ہیں؟

غلام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، طعیمہ بن عدی، نضر بن حارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، سہیل بن عمرو، عمرو بن عبدود۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے مقابلے کیلیے ڈال دیے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر پہنچ کر پہلے قریبی چشمے پر اُتر گئے۔ حبابؓ بن منذر نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مقام ایسا ہے جہاں اللہ نے آپؐ کو اتارا ہے؟ فرمایا، نہیں۔ یہ ایک رائے ہے۔ حبابؓ نے گزارش کی کہ یہ اچھا مقام نہیں۔ آگے تشریف لے چلیے، ہم اس چشمے کے پاس اتریں گے جو قریش سے قریب ہے۔ اس کے پیچھے جتنے چشمے ہیں، انھیں ناکارہ بنا دیں گے اور چشمے کے پاس حوض بنا کر اس میں پانی بھر لیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبابؓ کی رائے کو صحیح قرار دیتے ہوئے آگے بڑھے اور قریش کے قریب جو چشمہ تھا، اس کے پاس نزول فرمایا۔ (مولف)

مولانا ابوالکلام آزادؒ

اُمراءِ فُسّاق و رؤساءِ فُجّار

پس رمضان المبارک میں ایک گروہ تو تارکینِ صیام کا ہے۔ جن کے لئے ماہِ مقدس کی برکتوں میں کوئی حصہ نہیں رکھا گیا اور جن کی نفس پرستی پر روزہ رکھنا بہت ہی شاق گزرتا ہے ان میں ایک جماعت امراء و رؤسا کی ہے جو فسق و فجور کی تاریکی میں ایسے سوئے گئے ہیں کہ تقویٰ اور احتساب کی ایک ہلکی سی شعاع بھی ان کے سیاہ خانۂ عمل پر نہیں پڑتی اور استغراقِ لہو و لعب اور انہماکِ شہوات و لذات نے انہیں بالکل اپنی طرف مشغوف کر لیا ہے۔ روزہ کی اصل صبر اور تقویٰ ہے۔ صبر کی حقیقت یہ ہے کہ خواہشوں میں ضبط و تحمل پیدا ہو اور کسی مقصدِ اعلیٰ کے لئے شدائد اور تکالیف برداشت کی جائیں۔ پس اس کے لئے ضبط و تحمل کی، ایثار و احتساب کی، ارتقائے روح و طہارتِ نفس کی ضرورت ہے۔ مگر ان کا نفسِ شریر، اپنی بہیمی خواہشوں میں اس درجہ بے قابو ہو گیا ہے کہ وہ تکلیف اور ایثار کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ان کی طبیعت خواہشوں کی غلام ہے اور نفس پرستیوں کی عادی ہو گئی ہے پس وہ ایک گھنٹہ بھی ضبطِ جذبات و تحملِ نفس کے ساتھ بسر نہیں کر سکتے۔

وہ ماہِ مقدس جو نزولِ سعادت کی یادگار تھا جو مومنوں کے لئے نیکیوں اور خداپرستیوں کا سرچشمہ تھا جو ہمیں تحمل مصائب اور مرضاتِ الٰہیہ کی راہ میں ایثارِ نفس کی تعلیم دیتا تھا۔ آتا ہے اور

گزرجاتا ہے پران کے اعمالِ شیطانیہ اور افعالِ خبیثہ میں رائی برابر بھی تبدیلی نہیں ہوتی تو پھر ان کتنے ہی ہیں جو عین رمضان المبارک کے اندر شرب خمر اور زنا و فسق میں چارپایوں اور حیوانوں کی طرح ڈوبے رہتے ہیں اور ماہِ مقدس کی برکتوں کی جگہ آسمانی لعنتوں کی ان پر بارش ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں تو آیا ہے کہ اذا دخل شہر رمضان فتحت ابواب الجنۃ واغلقت ابواب النار وخمدت الشیاطین (رواہ البخاری) رمضان کا مہینہ آتا ہے تو نیکیوں کے بہشتی دروازے کھل جاتے ہیں۔ برائیوں کے جہنمی دروازے بند ہوجاتے ہیں اور ارواحِ شریرہ وہ شیطانیہ کا عمل باطل ہوجاتا ہے لیکن ان کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان کے لئے جہنمی دروازے اور زیادہ وسعت کے ساتھ کھل جاتے ہیں اور ارواحِ شریرہ کا تسلط ان پر اور زیادہ سخت ہوجاتا ہے۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ۰

حلقۂ شیاطین و مجمع ابالسہ

ان کے وہ مصاحب اور ندیم جو ہر وقت ذریتِ شیطانی کی طرح ان کے اردگرد رہتے ہیں اور ان کے وہ عمال و حکام جو خدا کی طرح انہیں پوجتے اور مشرکوں کی طرح ان کے آگے زمین بوس ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہیں مگر شیطان نے ان کی زبانوں پر مُہر لگادی ہے اور انسان کی بندگی کی خباثت نے خدا کا خوف ان کے دلوں سے محو کردیا ہے پس ان میں سے کسی کی بھی زبان نہیں کھلتی کہ حق و معروف کی صدا بلند کرے اور گونگا شیطان نہ بنے جو ایمان کی موت اور خداپرستی کا خاتمہ ہے۔

ہر عمل میں جو ساز باز کرے
شرک و توحید میں نہ امتیاز کرے
ایسے خناس سے یہ ایمان والا
لمحہ لمحہ یہ احتراز کرے

رئیسِ شہر کا روشن ابھی ستارا ہے
وگرنہ بازی وہ کب کی ہارا ہے
واہ اللہ یہ تیرا دینِ غریب
مقابلہ میں عدو کے صف آرا ہے

قمر الحسنین

سید عطاء المحسن بخاری

آخری قسط

مرزائیت کا ماضی و حال

یہ سب کچھ جو قارئین نے ملاحظہ کیا اور اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں اس قسم کی گفتگو جابجا بکھری ہوئی ملے گی کہ

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان انگریزوں کا وفادار و غلام تھا۔

۲۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بزرگوں کی موت کے بعد برٹش امپریلزم سے تعلقات کی تجدید کی اور گوشۂ گمنامی سے نکلنے کے لئے درمیانی راستہ تلاش کیا۔

۳۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قعرِ گمنامی سے بامِ شہرت تک کون کون سی منزلیں طے کیں اور کیا کیا روپ دھارے وضاحت و صراحت سے اس کے اپنے اعترافات ہیں کہ اس نے دربارِ فرنگی میں بلند مقام حاصل کرنے کے لئے

۱۔ مجاہدین کی جاسوسی کی

۲۔ جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ جہاد حرام ہے۔

۳۔ فرنگی کی اطاعت کے لئے قرآن و سنّت کے مضامین غلط زِ لود کئے

۴۔ فرنگی کو اولوالامر، اللہ کی رحمت اور محسن گورنمنٹ ثابت کرنے کے لئے ۲۴ کتابیں، رسائل اور اشتہارات شائع کئے۔

۴۔ اور غلام احمد قادیانی نے اس کارِ بد کے لئے سترہ سال صرف کئے اور ان کتابوں کو عین انہی دنوں میں ہندوستان میں بکثرت شائع کیا جب مسلمان مختلف علاقوں میں اپنی منتشر قوتوں کو یکجا کر کے جہاد میں مصروف تھے۔

۵۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے جہاد کے اثرات مشرقِ وسطیٰ پر بھی مرتب ہوئے اور عرب مسلمان فرنگی سامراج کے خلاف ہندوستانی مسلمانوں کی اخلاقی حمایت کرتے تھے اس اخلاقی اعانت کو زائل کرنے کے لئے غلام احمد نے عرب ممالک میں اپنی

کتابیں بھجوائیں تاکہ وہاں بھی فرنگی کی اطاعت و محبت پیدا ہو اور ہندی مسلمانوں کی اعانت روک دی جائے۔

۶۔ اس عملِ بد کی نشرو اشاعت میں ہندوستان کے وہ رؤسا اور جاگیردار جو ۱۸۵۷ء میں غداری کے عوض میں جاگیردار بنائے گئے تھے غلام احمد قادیانی کی اس مود منطی میں شانہ بشانہ نظر آتے ہیں چند نام ملاحظہ کریں، ایسے لوگوں کی فہرست غلام احمد نے خود شائع کی ہے جن کی تعداد تین سو سولا ہے[1]۔ چند نام جو لطافتوں سے مبرّا ہیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔

۲۔ مولوی سید محمد عسکری خان صاحب رئیس کڑا ضلع الٰہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب دارالمہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور چٹھیاتِ خوشنودی ملیں

۳۔ مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار رئیس کلانور

۴۔ سید محمد احسن صاحب وائسریکل باڈی گارڈ رئیس امروہہ

۵۔ راجہ پائندہ خاں رئیس دارا پور ضلع جہلم

۶۔ میاں سراج دین رئیس کوٹ سراج دین ضلع گوجرانوالہ

۷۔ سردار محمد باقر خاں قزلباش کالن گڑھ

۸۔ راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ

۹۔ میاں معراج دین از خاندان میاں محمد سلطان رئیسِ اعظم لاہور (غالباً یہ معراج دین صاحب سر فضل حسین کے بزرگ ہیں جنہوں نے حقِ نمک ادا کرتے ہوئے سر ظفر اللہ خاں کو وائسرائے کی ایڈوائزری کونسل میں ہندوستان کے مسلمانوں کا نمائندہ نامزد کرایا)

۱۰۔ مفتی محمد صادق رئیسِ بھیرہ

---

[1] مجموعۂ اشتہارات مرتبہ محمد صادق حصہ سوم صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ بدر ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور اپریل ۱۹۱۲ء

۱۔ راجہ عطاء اللہ رئیس باڑی پور کشمیر

۱۔ سید حسام الدین رئیس سیالکوٹ

۱۔ منشی حبیب الرحمن رئیس کپورتھلہ

اس کے علاوہ پچاس سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو پولیس کے اعلیٰ افسر ہیں یا طلعدار تحصیل دار مجسٹریٹ یا فرنگیوں کے پرائیویٹ نوکر اور اعلیٰ فرنگی حکام کے دوست خدمت گذار ٹاؤ ٹے اور ٹوڈی جو

الف۔ غلام احمد قادیانی کی مالی اعانت کرتے

ب۔ غلام احمد قادیانی کو سرکاری خفیہ مراسم میں آگے بڑھنے میں مدد دیتے۔

ج۔ غلام احمد قادیانی کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچاتے

د۔ غلام احمد قادیانی کے مخالفین کو حکام کے ذریعہ مرعوب و ہراساں کرتے اور انہیں دھمکیاں دے کر مرزا کی مخالفت سے روکتے ان پر سی آئی ڈی کے گماشتے چھوڑے جاتے جو ان کی نقل و حرکت کی سخت نگرانی کرتے اور ان کے دینی و انقلابی عمل خیر کو فرنگی دشمنی کا نام دے کر قید و بند کی وادی میں دھکیل دیتے۔

۷۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود، اس کے مربی حکیم نورالدین نے اس فارمولے پر عمل کیا کہ سرکار فرنگی کی دہلیز پر جبہ سائی نہ چھوڑی جائے۔ حکومتِ برطانیہ کی خوب مدح سرائی کی جائے اور اپنے مخالفوں کے خلاف برطانوی حکومت کے کان بھرے جائیں، جائز ناجائز رپورٹیں بہم پہنچا کر انہیں زیر کیا جائے اور حکومت سے مفادات حاصل کئے جائیں۔

اور یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس شخص نے بھی مال و دولت کی دُنیاء دوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹا ہے اس کا روٹ ہی مجرمانہ ہے حکمرانوں کی بوٹ پالش کرو اور قرب سلطان حاصل کرو اور اس قرب کی گھاٹی میں جب بھی خلوت میسر آئے اپنوں کے لئے مناصب مانگے جائیں اور مخالفوں کے لئے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں کا بندوبست کیا جائے۔ پنجاب کے تمام رؤسا اور جاگیرداروں کا سیاسی قد کاٹھ اسی رویے کا مرہونِ منت ہے اور ان کا ماضی حال اور مستقبل

اسی روش، وطیرہ اور حکمتِ عملی پر منحصر ہے یہ لوگ جبینِ نیاز جھکائے بغیر ایک دن بھی نہیں گزار سکتے اور ان کی اسی قدرِ مشترک کی وجہ سے ان میں باہمی بہت سی اقدار کا اشتراک ہو جاتا ہے حتیٰ کہ ازدواجی مراسم بھی اسی "رشتہ" کی بنیاد پر قائم ہو جاتے ہیں جس میں قومیت اور کفو کا قرآنی حکم بھی مضمحل ہو کر بکھر جاتا ہے۔

اسی رویہ، روش، وطیرہ اور اسی قدرِ مشترک کے سہارے غلام احمد قادیانی کے نظریات و افکار ہندوستان کے وڈیروں میں پھیلے انہوں نے نہ صرف اِسے قبول کیا بلکہ اس کے عوامی ابلاغ کی راہ ہموار کی آج بھی جو لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں وہ یا تو سیاسی طور پر "خیر صفت" ہیں یا نَو دولتیے اور یا پھر ۱۸۵۷ء کے جاگیرداروں، نوابوں اور رئیسوں کی باقیاتِ سیئات ہیں جو یونیورسٹیوں کے ارتیابی و تشکیکی راستوں سے ہوتے ہوئے زندگی کے مختلف شعبوں کی بلندیوں پر غاصبانہ قبضہ جمائے بیٹھے ہیں اور پاکستان کو شیرِ مادر سمجھتے ہیں اور اس کی تمام دولت کو سرمایہ داروں کے آوارہ چھوکروں کی طرح برباد کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں آج کی اس دنیا میں یہی لبرل مسلمان مرزائیت کا خام مال ہیں اس کا مشاہدہ اندرونِ ملک تو تھا ہی میں نے اپنے برطانیہ کے دو سفروں میں بھی اسی حالت کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں بھی مرزائیوں کا ہدف یہی مخلوق ہے اور طریقۂ واردات بھی بالکل وہی ہے جو پاکستان میں ہے یا جو متحدہ ہندوستان میں تھا کیونکہ غلام احمد قادیانی نے جو راستہ اختیار کیا تھا وہ بھی یہی تھا لہٰذا مرزائیوں کے اعتقادی اجزاء میں یہ بات شامل ہے کہ

۱۔ حکمرانوں کی چاپلوسی کی جائے اور تملق میں سب سے بڑھ کر کمال دکھایا جائے۔

۲۔ پولیس اور اعلیٰ افسران سے روابط بڑھائے جائیں ان کی دعوتیں کی جائیں انہیں اپنے ذہنی تبدیل اخلاق کا گرویدہ بنایا جائے۔

۳۔ لبرل مسلمانوں کو اور سیاسی آوارہ گردوں کو ان کے مذاق کے مطابق مجلسیں مہیا کی جائیں اور مضبوط دینی ذہن رکھنے والے افراد پر پھبتیاں کسنے میں موافقت کی جائے اور اس طرح ایک کواپریٹو ماحول پیدا کر کے مرزائیت کا نخچیر بنایا جائے۔

برطانیہ میں کیمبرج یونیورسٹی ہال میں مرزائیوں نے ایک اجتماع کیا جس کا موضوع تھا "بانیانِ مذاہب اور ان کا تعارف" اس میں مسلمانوں کی نمائندگی خود سنبھال لی۔ اللہ

ہمیں بھی موقع دیا کہ ہم اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔ وہاں صورتِ حال یہ تھی کہ برطانوی پولیس کے ایک درجن سے زائد افراد وہاں موجود تھے اور ان کا انسپکٹر سول ڈریس میں ایک طرف گریٹ مسکین بنا کھڑا تھا جب ہم میٹنگ ہال میں داخل ہونے لگے تو پولیس نے ہمیں روک لیا ہم نے اپنے موقف کو مضبوطی سے ان کے سامنے رکھا کہ جب میٹنگ اوپن ہے تو پھر ہمیں جانے سے کیوں روکا جا رہا ہے۔ یہ بات ان کی عقل میں آگئی اور ہم اندر چلے گئے۔

دوسرا واقعہ ہڈرس فیلڈ میں ہماری ختم نبوت کانفرنس کا ہے کہ ہماری جماعت کے کارکن خالد مسعود گیلانی کو پولیس نے فون کیا اور باقاعدہ پولیس کے دو نمائندے ہمارے میٹنگ ہال میں آئے اور انہوں نے بڑے سیریس موڈ میں ان سے پوچھا کہ سنا ہے تم لوگ یہاں حکومتِ برطانیہ کے خلاف جلوس نکال کر کوئی ہلڑ باز کرنا چاہتے ہو۔ سید خالد مسعود نے ان کی خوب تسلی کرائی کہ ہمارا تو مشن ہی صرف تبلیغ ختم نبوت ہے برطانیہ کے سیاسی نشیب و فراز سے ہمارا کوئی تعلق نہیں وہ تو چلے گئے جب ہم نے تحقیق کے لئے مقامی ساتھیوں سے گزارش کی تو عقدہ یہ کھلا کہ ہڈرس فیلڈ کے مرزائیوں نے فون کئے اور درخواست دے کر پولیس کو ہمارے خلاف اکسایا۔ بعد میں پولیس نے ہمارے تبلیغی عمل میں مداخلت پر بھرپور معذرت کی۔ اس ساری گفتگو کا حاصل و مقصد یہ ہے کہ غلام احمد نے جہاں سے ابتداء کی تھی مرزائی آج بھی اسی جگہ کھڑا ہے کہ

۱۔ ہر حکمران کی ٹی سی کی جائے اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا جائے۔

۲۔ اور مخالفین کو پریشان کر کے مرعوب کیا جائے۔

پاکستان کے ارباب اختیار سول اور اعلیٰ فوجی افسر پولیس سیاست دان اور لبرل مسلمان ہوش کی آنکھ کھولیں اور ہم خدام ختم نبوت کے راستہ میں رکاوٹ کھڑی نہ کریں۔ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے اعلانِ عام کے باوجود بہت سے سرکاری ملازمین ہمارے مقابلہ میں مرزائیوں کی کھلم کھلا حمایت کرتے ہیں انہیں مظلوم کہتے ہیں اور ہم پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے ہرگز نہیں شرماتے۔ سیاستدان اور لبرلز ان سے گھل مل کے رہتے ہیں رشتے ناطے کرتے اور ووٹوں کی بھیک مانگتے ہیں۔ یہی مرزائیوں کی کامیابی ہے۔ غلام احمد کی جعلی قادیانی نبوت کی ظاہری کامیابی کا راز بھی یہی ہے جو مرزا طاہر کی بزدل مکار مکروہ اور جعلی خلافت کی ظاہری کامیابی کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کا سانحۂ ارتحال۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

سید عطاء المحسن بخاری
جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان

یہ زندگی بھی کیا ہے راحتوں میں ہو تو گردوپیش سے بے نیاز، کلفتوں میں گھری ہو تو لمحہ لمحہ کرب اور آزمائشوں میں ہو تو حرف حرف موت آشنا اور دشتوں کے راہ میں ہو تو ایک ایک پل پُل صراط پر گزرتا ہے، جانے کس کا شعر ہے۔

زندگی بس درسِ عبرت انبساطِ گل سے ہے
شب کو چٹکا صبح مہکا دن ڈھلے مرجھا گیا

چودھری افضل ۸ جنوری ۱۹۴۲ء میں فرنگی سامراج سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ۱۹۲۱ء سے اس جہاد کے عرصہ میں چودھری صاحب فقروفاقہ اور غیرت وحمیت کے زیور سے مرصع جدوجہد کے افق پر طلوع ہوئے اور تا دمِ واپسیں اسی زیور کی جھنکار میں سرمست رہے اور جاتے ہوئے یہی دولت اپنی گرامی قدر رفیقۂ حیات کو دے گئے۔ اس پاک باز خاتون نے بیوگی کے ۴۶ برس کس طرح کاٹے انسانوں کے اس جنگل میں کوئی نہیں جانتا۔ چودھری صاحب کی اولاد نے زبردست جدوجہد کی اور وراثت میں ملی ہوئی محرومیوں کا منہ موڑ دیا اور اپنی عظیم ماں کو دکھوں کی گود سے نکال لیا اور ماں جی کی خوب خدمت کی اور اپنے لئے جنت خرید لی۔ ۴۶ برس کی بیوگی کاٹنے کے بعد بالآخر ہم سب احرار کارکنوں کی مقدس، بہادر، قناعت پیشہ اور ایثار شیوہ ماں عالمِ فانی سے جہانِ فانی کی طرف سفر کر گئیں۔ اناللہ۔ اللہ پاک ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور انہیں درجاتِ عالیہ عطا فرمائے (آمین) ہم سب احرار ورکرز چودھری صاحب مرحوم ومغفور کی اولاد کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ادارہ نقیبِ ختمِ نبوت اور سب احرار ورکرز چودھری صاحب مرحوم ومغفور کے فرزندان چودھری اظہار الحق ادیب، پروفیسر قمر الحق باث، جناب ضیاء الحق، ہمشیرگان اور خاندان کے تمام افراد کے حق میں دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ

اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۰

(سورۂ براءت، پ ۱۰)

پروفیسر محمد اکبر نیازی تلہ گنگ ضلع چکوال

رات تاریک تھی۔ پھر راستہ
سارے کا سارا۔ پتھر
چار سو بکھرے ہوئے
جان کے، ایمان کے
خونی دشمن
اور ہر سمت سے اٹھتی ہوئی
خونی نظریں

بجلیاں کوندگئیں
کتنی غضب ناک گھٹائیں اٹھیں
گھن گرج اتنی کہ کچھ
کان پڑی آواز
سنائی نہیں دیتی

ایسی جاں سوز کشاکش تھی
کہ مجھ سے یارب
جانے کیا کچھ چھٹا
کیا چیز گئی ــــ
کیسا کیسا تھا گراں مایہ ذخیرہ جو گیا
سال ہا سال کے
ہجرت کے سفر میں

پاؤں زخمی تھے۔ بدن زار و نحیف
اور تو کچھ نہ بچا
پر مرے مالک، آقا
مرے نزدیک
جو سب کچھ تھا مرا
اُس کو بچا لایا ہوں
دل کے اِس غار میں میں
عشقِ محمدؐ کو چھپا لایا ہوں

اور یوں حاصلِ عمر مرا
میرا رفیقِ رہِ منزل۔ ساتھی میرا
ساتھ میرے ہے۔
مری اور نہ خواہش نہ طلب ہے کوئی
آرزو کوئی نہیں اور
تمنا کا کہیں نام و نشان تک ناہیں
میرے مالک
تیرا انعام۔ سوا ہے مجھ پر
شکر تیرا ہو ادا کیسے
زباں کھولوں تو
الفاظ یہاں ؟ ساتھ نہ دینے پائیں۔

پر مری زیست کے مالک
مرے اپنے آقا
غار کے لب پہ
یہ ناپاک ونجس قدموں کی آہٹ ظالم
دلِ پُرخوں میں
اٹھا دیتی ہے ہر سُو طوفاں

اور اب عمرِ دوروزہ کی بس
ایک ہی خواہش یارب
پائے صدیقؓ سے لپٹے ہوئے
ذرّوں کی ضیاء کے صدقے
غار کے یار کی
عظمت کے وفا کے صدقے
دل میں اُٹھتے ہوئے طوفان میں
بے انت طلاطم آجائے
میرے جذبات کی کو
عرش کے پار
تیرے اپنے تک پہنچے
درد کی آنچ
تری گریٔ رحمت کو گوارا کر دے

اور پھر تو بھی
سرِ بام چلا آئے
کہ دلداریٔ بسمل ہو جائے

میرے آنسو۔ مری آہیں
ترا پیغام
یہ واپس لائیں
غم نہ کھا
ساتھ تمہارے ہم ہیں
ساتھ ساتھی کے ترے
ہم بھی ترے ساتھی ہیں

زندگی بخش یہ پیغام
لبِ یار سے نکلے
کہ محمدؐ کی رفاقت کو دوامی کر دے۔

(آمین)

تین دشمن

ہمارے صرف تین دشمن ہیں۔

- دشمنِ خدا
- دشمنِ رسول
- اور دشمنِ ازواج واصحابِ رسول

قائدِ احرار جانشینِ امیرِ شریعت
سید ابو معاویہ ابوذر بخاری
مدظلہ

تجزیہ :

مفتی محمد اسحٰق صدیقی کراچی

ایک نیا فتنہ

****

امتِ مسلمہ کو بکثرت فتنوں سے سابقہ پڑ چکا ہے اور قیامت تک اسے بہت سے فتنوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ قرآن مجید نے امتِ محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ کو آگاہ کر دیا تھا کہ امم سابقہ کی طرح اس امت کو بھی فتنوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور وقتاً فوقتاً اس کے ایمان اور اس کی استقامت کا امتحان ہوتا رہے گا۔ اس آگاہی کا تقاضا یہ ہے کہ امت مؤمنہ ہمیشہ ہوشیار اور فتنوں سے مقابلہ کرنے اور انھیں کچلنے کے لئے تیار رہے۔

تاریخ اسلام میں جو اولین اور بدترین فتنہ پیدا ہوا وہ فتنہ شیعیت یا شیعہ مذہب کا ظہور ہے۔ اس کے بعد جتنے فتنے بھی پیدا ہوئے وہ درحقیقت اسی فتنے کے اثمات ذفروع اور اسی شجرۂ زقوم کے تلخ و مسموم آثار تھے۔ غور کیجئے کہ سب کا سلسلۂ نسب شیعیت ہی تک پہنچتا ہے۔ شیعیت اسلام کے خلاف ایک تحریک ہے۔ جس کے اصل بانی یہود ہیں۔ تیرہ سو برس سے یہ تحریک چل رہی ہے اور مختلف ادوار میں مختلف صورتوں میں نمودار ہوتی رہی۔ اس وقت یہ فتنہ خمینی کی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ یہ فتنہ اتنا شدید اور ہلاکت خیز ہے کہ اسلام کی تاریخ میں اس کی نظیر مشکل سے مل سکے گی۔ اس صدی میں فتنہ شیعیت کی یہ بطرز نو بیداری بھی یہود ہی کی فتنہ آفرینی اور فساد انگیزی کی رہینِ منت ہے۔ حکومتِ بنی اسرائیل اور امریکہ کے یہود نے دشمنِ اسلام خمینی کی پرورش کی اور انہیں اجارہ گران کے ہاتھ سے انقلاب ایران برپا کر دیا اور وہاں شیعی الحادی نظام جاری کرایا۔ انقلاب ایران سراسر سلطنتِ بنی اسرائیل، امریکہ و روس کی مشترک کوشش کا نتیجہ ہے۔ اور آج بھی یہ طاقتیں نیز دنیا کے سب یہود ایران کی سرپرستی و اعانت کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو ذہن میں مستحضر کر لینا چاہیئے کہ امریکہ اور یورپ کی مسیحی طاقتوں میں یہود کا اثر و رسوخ اس قدر زیادہ ہے کہ وہ ان کی پالیسی کا رخ اپنی مرضی اور اپنے مفاد کی جانب آسانی کے ساتھ موڑ لیتے ہیں فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم ہونے کے بعد یہود نے اپنے منصوبے کے دوسرے جزو کو

حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ امریکہ، روس، فرانس، برطانیہ اور دیگر مغربی طاقتیں یہود کی اس کوشش میں اس کی معاون و مددگار اور اس کی رائے سے متفق ہیں۔

اس کا منصوبہ یہ ہے کہ جملہ اسلامی ممالک خصوصاً عرب پر شیعوں کو مسلط کر دیا جائے۔ ان کے تسلط کے بعد یہود اور شیعہ ان ممالک کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ اس طرح یہود اور شیعہ مل کر اسلام کو ختم کر دیں اسی ناپاک منصوبے کو پورا کرنے کے لئے امریکہ، روس اور اسرائیل نے مل کر ایران میں انقلاب برپا کرایا۔ اور اس الحادی و نفاقی انقلاب پر اسلامی انقلاب کا لیبل لگایا۔ شاہ کو نکلوایا، خمینی کی پرورش کی، اس کے امیج کو ابھارا، پھر اسے ایران پر مسلط کیا، اسے شہ دے کر عراق پر حملہ کروایا، یہی وجہ ہے کہ امریکہ، روس اور یورپ کی دوسری بڑی طاقتیں خلیج کی جنگ کو ختم نہیں کرنا چاہتیں اور ہر طرح ایران کی امداد و اعانت کر رہی ہیں۔

اسلام کے خلاف یہود اور شیعوں کی اسی مشترکہ خوفناک سازش اور ان کے اسی ناپاک منصوبے کے مطابق انقلاب کے بعد سے ایران ہر سال حج کے موقع پر حرمین شریفین یعنی حرم مکہ اور حرم مدینہ خصوصاً حرم مکہ شریف میں خلفشار اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ حکومت ایران ایرانی کمانڈوز اور بہت سے شیعی عوام کو فساد انگیزی اور فتنہ آفرینی کی تربیت دے کر مکہ معظمہ بھیجتی ہے۔ اور ہر سال یہ لوگ وہاں انتشار پھیلا کر حرمت حرم کو پامال کرتے ہیں، اور مسلمان حجاج کو پریشانی میں مبتلا کر کے، فرائض کی ادائیگی میں مخل ہوتے ہیں۔

گزشتہ سال یعنی ۱۴۰۷ھ میں تو ایرانی شیعوں نے مسجد حرام پر باقاعدہ حملہ کیا، وہاں خمینی کی تصویر آویزاں کرنی چاہی۔ کعبہ شریف میں آگ لگانے اور اس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ابرہہ کے اس ایرانی شیعی لشکر کی تعداد کئی ہزار تھی۔ انہوں نے حرم شریف میں خون ریزی کی، سعودی پولیس کے کئی جوانوں کو شہید کیا اور بہت سے سُنی حجاج کو زخمی اور شہید کیا، سعودی پولیس نے بہت صبر و استقامت سے کام لیا اور احترام حرم کی وجہ سے گولی نہیں چلائی بلکہ کوئی اسلحہ بھی استعمال نہیں کیا اور صرف تا تحمل سے ان اصحاب الفیل کو مسجد حرام میں داخل ہونے اور حرمت کعبہ کو پامال کرنے سے روکتے رہے۔ جب ان ملحدین فی الحرم کا زور بہت زیادہ ہو گیا تو سعودی پولیس نے مجبور ہو کر آنسو گیس پھینکی، اور سنی حجاج نے بھی ان کی اعانت کی۔ جب ابرہہ کا لشکر منتشر ہوا۔ یہ واقعات مشہور و معروف

ہیں اوران کے لاکھوں عینی شاہد موجود ہیں ۔ اس سال پھر خمینی حکومت نے اسی قسم کا لشکر تیار کر کے حج کے موقع پر بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ جس کا اس نے اعلان بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بیت، حرم شریف اور خادم حرمین شریفین مملکت سعودیہ عربیہ کی حفاظت فرمائے ۔ آمین !

انقلاب ایران کے بعد ایرانی حکومت نے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے بلکہ بزعم خود تباہ کرنے کے لئے کیا کیا تدبیریں کی ہیں، اور کیسے کیسے خوف ناک جرائم و معاصی کا ارتکاب کیا ہے ؟ اس کی فہرست خاصی طویل ہے ۔ یہاں اس کی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں ۔ چند امور کی طرف مختصر اشارہ صرف یاد دہانی کے لئے کر دیا گیا، کیونکہ ہمارے سنی بھائی اسلام اور اہل اسلام کے ان دشمنوں کے تباہ کن اور خوف ناک کرتوتوں کو بہت جلد بھول جاتے ہیں۔ اس لئے اعداء اسلام کے دام فریب میں بار بار پھنستے رہتے ہیں ۔ ہماری اس خوش اخلاقی یا کمزوری سے فائدہ اٹھا کر دشمنانِ اسلام خصوصاً شیعہ ہمیں فریب دینے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اور اپنے باطل مقاصد حاصل کرنے کے لئے ہمیں سے امداد حاصل کر لیتے ہیں۔ اس قسم کے دام فریب کی ایک تازہ مثال یہاں پیش کی جاتی ہے اور اسی سے آگاہ کرنا مضمون کا اہم مقصد ہے۔

روزنامہ "جنگ" کراچی مورخہ ۵ فروری ۱۹۸۸ء (جمعہ ایڈیشن) کی مندرجہ ذیل خبر ملاحظہ ہو۔

" لندن میں ایک "سیمینار" پاکستان میں اسلامی انقلاب کے امکانات اور اس کا طریق کار" کے موضوع پر منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں انگلستان، امریکہ، سعودی عرب، لبعض افریقی ممالک میں آباد پاکستانی باشندے اور خود پاکستان سے گئے ہوئے دو درجن کے قریب افراد نے شرکت کی۔ سیمینار کا کلیدی خطبہ ڈاکٹر کلیم صدیقی نے پیش کیا بعدازاں جس پر طویل بحث ہوئی۔ ڈاکٹر صدیقی نے اپنے خطاب میں کہا ؛

' کفر کی عالمی طاقت کا مقابلہ صرف اسی وقت کیا جا سکتا ہے کہ دنیائے اسلام بھی متحد ہو جائے۔ دنیائے اسلام اس وقت تک متحد نہیں ہو سکتی جب تک مسلمانوں کے درمیان قومیتوں کی بنیاد پر بنی ہوئی قومی مملکتیں قائم ہیں۔'

" امت مسلمہ میں اتحاد صرف اسلام کی بنیاد پر پیدا ہو سکتا ہے اور اس کے

لئے ضروری ہے کہ قائم شدہ قومی مملکتوں کا خاتمہ کر دیا جائے اور قومی مملکتوں کا خاتمہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہر ملک اور ہر علاقے کے عوام امت کے ہر حصے میں اسلامی انقلاب برپا کریں اور اس سعی میں ہر علاقہ کے مسلمان ہر دوسرے علاقہ کے مسلمانوں کی مدد اور پشت پناہی کریں۔ حتیٰ کہ ایک عالمی تحریک وجود میں آ جائے اور یکے بعد دیگرے امت کے ہر حصہ میں اسلامی حکومتیں قائم ہو جائیں "

خطبہ کے اس تمہیدی مضمون سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ اس سیمینار کا مقصد تعمیری نہیں تھا بلکہ سراسر تخریبی تھا۔ اسلامی ممالک میں خلفشار پیدا کرنے، ہنگامے بپا کرنے اور فتنہ و فساد پھیلانے کی کھلی ہوئی دعوت دی جا رہی ہے۔ خطبۂ مذکور کی آواز صاف خمینی کے نعرۂ انقلاب کی صدائے بازگشت معلوم ہوتی ہے۔ آواز کی موجوں کی رفتار اسلامی نہیں ایرانی و عجمی ہے۔

اس خطبہ کا دوسرا جزو بھی ملاحظہ ہو۔

" اسلام کی مخالف جماعتوں، گروہوں اور طبقوں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان اب اتنے مکاتبِ فکر اور طبقوں میں بٹ چکے ہیں کہ ان کے درمیان اتحاد ممکن ہی نہیں رہ گیا ہے۔ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ اسلام میں دو بڑے مکاتبِ فکر پائے جاتے ہیں یعنی شیعہ اور سُنّی۔ ان میں اختلافِ رائے سیاسی تھا جس نے تاریخی عوامل کے نتیجہ میں دینی اور فقہی شکل اختیار کر لی۔ شیعہ علماء اور عوام کا مسلک الگ ضرور تھا لیکن عملاً ان حضرات نے ہمیشہ سنّی علما اور سنّی عوام کے ساتھ اسلامی حکومتوں اور ان کے حکمرانوں کا ساتھ دیا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۲۰ء میں جب عراق میں انگریزی فوجیں داخل ہوئیں تو نجف کے شیعہ علماء نے فتویٰ دیا کہ عثمانی خلیفہ کے حق میں جنگ کرنا عین جہاد ہے۔"

روزنامہ 'جنگ' میں اس خطبہ کا تعارف کرانے والے نے اسے بجا طور پر کلیدی خطبہ کہا ہے۔ اس کلید نے ایک طرف سیمینار کا افتتاح کیا تو دوسری طرف اس راز کو بھی کھول دیا کہ یہ سیمینار فتنۂ خمینی کا ایک جزو، ایران و حنیفہ کا آفریدہ، اور اسلامی ممالک خصوصاً سعودی عرب کے خلاف

شیعی و یہودی سازش اور شرانگیزی کا ایک حصہ ہے۔ شیعہ سنی اختلافات کو صرف سیاسی یا صرف فقہی مجتہی فرعی کہنا، افسوس ناک غلط بیانی ہے۔ حیرت ہے کہ ایسی کھلی ہوئی غلط بیانی کی جسارت کیسے ہوئی! شیعوں اور سنیوں کے درمیان بنیادی عقائد میں اختلاف ہے۔ اہلِ سنت کا ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو آج تک ہر قسم کی تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا مگر اس کے بالکل برخلاف شیعہ تحریفِ قرآن کے قائل ہیں اور اس پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ شیعہ ختمِ نبوت کے بھی منکر ہیں اور بارہ اشخاص کو نبیٔ کریم خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صاحب وحی و صاحبِ کتاب سمجھتے ہیں اور انہیں درجہ میں نبیٔ کریم خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اہم عقیدوں میں شیعہ اہلسنت سے اختلافات کرتے ہیں۔ ان اساسی و بنیادی اختلافات کے ہوتے ہوئے شیعہ سنی اختلافات کو معمولی اور فروعی کہنا کتنی کھلی ہوئی غلط بیانی ہے۔ ان بنیادی اختلافات کی بناء پر اہلِ سنت کے نزدیک شیعہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

شیعوں نے ہمیشہ اسلامی حکومتوں کے خلاف سازشیں کیں۔ اور اہلسنت کو دینی و دنیوی ہر قسم کے نقصانات پہنچانے کی کوشش میں مصروف رہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ چودہ سو برس کی مدت میں جتنی اسلامی حکومتیں تباہ ہوئیں، ان کی تباہی میں شیعوں کا ہاتھ ضرور رہا ہے۔ تاتاریوں سے گٹھ جوڑ کر کے اور اندرونی طور پر سازشوں کا جال پھیلا کر انہوں نے خلافتِ عباسیہ کو تباہ کیا، خلافتِ ترکیہ کے مٹانے میں بھی شیعوں نے یہود سے گٹھ جوڑ کر کے بہت بڑا اور اہم حصہ لیا۔ مغلیہ حکومت بھی انہیں کی سازشوں سے ختم ہوئی اور وہ آج کل یہود سے گٹھ جوڑ کر کے پاکستان اور عرب کی اسلامی حکومتوں خصوصاً سعودی عرب کی بربادی کے درپے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب حکومتوں کو شیعوں اور یہود اور جملہ دشمنانِ اسلام کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور اب تو شیعہ کھلم کھلا حرمِ کعبہ اور خود بیت اللہ کی بے حرمتی کرنے کے درپے ہیں۔ گزشتہ سال اس گناہِ عظیم بلکہ کفر بواح کا ارتکاب کر چکے ہیں اور اس سال حج کے موقعہ پر پھر اس کا ارادہ کر رہے ہیں۔

ان بدیہی واقعات کے باوجود یہ کہنا کہ "شیعوں نے ہمیشہ اسلامی حکومتوں کا ساتھ

دیا ہے، کھلا ہوا کذب و دروغ ہے۔ عثمانی خلافت اور ترکوں کی حمایت کے لئے شیعہ علماء نجف کا فتویٰ دینا تو بالکل من گھڑت افسانہ اور سراسر غلط بیانی ہے البتہ اس کے برخلاف یہ واقعہ تاریخ میں ثبت ہے کہ شیعہ علماء نجف کا ایک وفد برطانوی گورنر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے فتح عراق کی مبارکباد دی اور درخواست کی کہ ان کی مبارک باد برطانوی کمانڈر انچیف کو بھی پہنچا دی جائے۔ لـ

تحریک خلافت کی تاریخ بھی محفوظ ہے۔ یہ واقعہ بالکل عیاں ہے کہ شیعوں نے تحریک خلافت میں مسلمانوں کا قطعاً ساتھ نہیں دیا تھا بلکہ درپردہ تحریک کو نقصان پہونچانے کی کوشش کرتے رہے اور خلافت ترکیہ عثمانیہ کے ختم ہونے پر شیعوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی۔ ماضی قریب میں اس سیمینار کے کارپردازوں نے اسی نوعیت کا ایک اجتماع اسلام آباد میں بھی منعقد کیا تھا اس میں بھی اسلامی حکومتوں کی مخالفت کی گئی، خلیج کی جنگ سے بیزاری کا اظہار کیا گیا اور اسے روکنے کی تمنا ظاہر کی گئی مگر ایران کی ضد اور جنگ جوئی و جارحیت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔ بلکہ اس کی حمایت کی گئی جس کی مخالفت ہوئی اور اس قسم کی کوئی تجویز پاس نہ ہو سکی۔ تاہم اس کے پیش کرنے والوں نے ایران کا حق نمک ادا کر دیا۔

ان دونوں اجتماعاتِ مذکورہ کی روئیداد سے یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ اجتماعات درحقیقت اسلامی ممالک خصوصاً عربی ممالک اور مخصوص طور پر سعودی عرب کے خلاف ایک دوسرا محاذ کھولنے کے لئے منعقد ہوئے تھے۔

اور یہ اسلام و اہلِ اسلام کے خلاف ایک فتنہ در فتنہ ہے، جو فتنہ خمینی ہی کی ایک شاخ ہے۔ مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے اور اس فتنے سے بھی بچنا چاہیئے۔ اس وقت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ حسب استطاعت سعودی حکومت اور عراق کی حمایت و نصرت کرے اور پورے عالمِ اسلامی کو فتنہ خمینی اور اس کے معاون فتنوں سے محفوظ رکھنے کی جدوجہد کو اپنے اوپر لازم جانے۔

لـ: الوثائق والمعاهدات فی بلاد العرب۔ مطبوعہ مطبعۃ الایام دمشق ص ۳۱۳ (۱۳۰۰ھ، ۱۹۳۲ء)

محمد سعید الرحمٰن علوی

نقطۂ نظر

قافلۂ احرار میں شامل بزرگوں اور احباب سے درخواست

جناب علوی صاحب نے بڑی محبت و دل سوزی سے اپنے فکر راستے اور قلب نہاں کی حرارتوں کو صفحۂ قرطاس کی زینت بنایا ہے جسے ہم من و عن مجلس افکار میں شائع کر رہے ہیں۔ علوی صاحب نے دراصل دعوتِ سخن دی ہے احرار کے بہی خواہوں سے درخواست ہے کہ اس مصرع پر ضرور غزل کہیں تاکہ احرار کی ترقیوں میں یہ عمل سمندِ ناز پہ تازیانہ ثابت ہو! ادارہ کی رائے محفوظ ہے!

قافلۂ احرار جن عظیم المرتبت انسانوں نے مرتب کیا تھا، ان کی سیاسی بصیرت، تدبر، معاملہ فہمی اور سب سے بڑھ کر ان کا خلوص وہ سرمایہ تھا، جس کے سبب یہ قافلہ تیزی سے بڑھا، پھیلا، پھولا اور تھوڑے ہی عرصہ میں وسیع تر ملک میں اس کی گونج سنائی دینے لگی ــــ اس قافلہ کی خوبی یہ تھی کہ اس کا ہدف غریب عوام اور پسے ہوئے طبقات سے عبارت تھا، سرمایہ دار اور جاگیردار جو بقول کسے "قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند" کے فن میں مہارت رکھتے تھے ان کا مزاج اس قافلہ سے مختلف تھا، وہ اسے قبول نہ کر سکتے تھے لیکن اس کی بڑھتی ہوئی ترقی سے وہ پریشان تھے۔ تحریکِ کشمیر، تحریک کپورتھلہ، تحریکِ مسجد منزل گاہ سکھر وغیرہ میں احرار ورکروں اور رضاکاروں نے جس طرح ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا اور لکھنؤ کی تحریکِ مدحِ صحابہ میں جس طرح غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کیا اور کوئٹہ کے زلزلہ زدگان کی انسانی مصیبت میں ان کا ہاتھ بٹایا ــــ ان واقعات کے سبب احرار کا طوطی بولنے لگا اور حاسدانِ احرار اور غارت گرانِ دین و ملت انگاروں پر لوٹنے لگے ــــ انہوں نے احرار کی قوت توڑنے کی غرض سے مسجد شہید گنج کا ملبہ احرار پر گرانے کی مذموم سعی کی ــــ وہی شہید گنج جسے پنجاب کے ایک صاحبِ جذب پیر جناب امیرِ ملت

واپس نہ دلا سکے ۔۔۔ وہی مسجد جسے بابائے صحافت ظفر الملت والدین واپس نہ کرا سکے ۔۔۔ وہی مسجد جسے مسلم لیگ کے جناب محمد علی جناح مسلمانوں کو نہ دلا سکے ۔۔۔ وہی مسجد جس کا ملبہ بابائے لاہور میاں امیر الدین جیسے لوگ بیچ کر کھا گئے ۔۔۔ وہی مسجد جس کے لئے کادیاں سے لے کر لاہور کے گورنر ہاؤس تک سازشوں کا جال بچھایا گیا ۔۔۔ اس کا الزام انہدام احرار غریب پر ڈالا گیا ۔ احرار کو ملعون کیا گیا اور یہ باور کرایا گیا کہ بس احرار ہی ملزم ہیں ورنہ مسجد کہاں جاتی ۔۔۔ اس تہمت و بہتان اور سیاہ باطنی کا ایک لوگوں کو ایک فائدہ ضرور ہوا کہ انہوں نے ۱۹۳۵ء ایکٹ کے تحت پہلے صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں احرار کو شکست دلا دی اور یوں اپنے راستہ کا پتھر بزعم خویش ہٹا دیا ۔۔۔ لیکن مسجد بدستور گوردوارہ بنی رہی اور اب تک اس کا یہی حال ہے ۔۔۔ سر سکندر سے لے کر ملک خضر حیات تک کی حکومتیں آئیں پھر سب سے بڑی مسلم حکومت "پاکستان" معرض وجود میں آئی جس کے بانی مسلم لیگ کے قائد اعظم تھے ۔۔۔ اور یہی مسلم لیگ ۱۹۵۶ء تک برسر اقتدار رہی اور پھر انہی مسلم لیگیوں نے چولے بدل بدل کر ری پبلکن، کنونشن مسلم لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی، ضیائی مجلس شوریٰ تک کا سفر کیا اور اب اوپر سے ٹپکنے والی مسلم لیگ سے ایک بار پھر وابستہ ہو کر اپنے اصلی تے کھرے مسلم لیگی ہونے کا ثبوت ہی نہیں دے رہے بلکہ ایک بار پھر اقتدار کے مزے بھی لوٹ رہے ہیں اور یوں حضرت امیر شریعت قدس سرہٗ کی بات پوری ہو رہی ہے کہ

ز نواب و رئیسانش چہ پرسی
سگ و سگ زادگاں کرسی بہ کرسی

تاہم ۔۔۔ مسجد کا معاملہ جوں کا توں ہے بلکہ فرقہ وارانہ جھگڑوں کے حوالہ سے اس دھرتی پر کئی اور شہید گنج بن چکی ہیں اور کعبہ کی کتنی ہی بیٹیاں اجڑ چکی ہیں ۔۔۔ لیکن ہر دل فطرت اب بھی اٹھ کر احرار کو گالی دیتا اور اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتا ہے ۔۔۔ ایک احرار پہ ہی بس نہیں ہر وہ بزرگ بھی خواہ قوم و ملت اور سراپا ایثار پیشہ یہاں معتوب ہے، کیوں اس لئے کہ نیرنگئ سیاست دوراں نے منزل کا وارث انہیں بنا دیا جو شریک سفر نہ تھے ۔۔۔ یعنی

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

ان وارثانِ منزل نے ڈھٹائی کا کاروبار جاری رکھا اور اب تک رکھے ہوئے ہیں جس کا المناک نتیجہ ۱۹۷۱ء کے واقعہ سقوطِ ڈھاکہ کی شکل میں سامنے آچکا ہے ـــــ جب کہ ایک سیاسی صدر ـــــ ایوانِ صدر میں کئی رانیوں اور نوجیانوں سے دل بہلا رہا تھا اور اسلام کے اجارہ دار اس کے دستور کو خلافتِ راشدہ کا چربہ قرار دے رہے تھے ـــــ گویا روم جل رہا تھا اور یار لوگ بانسری بجانے میں مشغول تھے ـــــ یہ سب کچھ انہوں نے کیا جو مختلف حوالوں سے احرار اور سرفروشانِ دین و ملت کو ملزم گردانتے ہیں اور بزعم خویش وقت کے پارسا بنتے ہیں ـــــ ان میر جعفرانِ وطن نے وطن کی مٹی پلید کی، اسلام کو رسوا کیا، اخلاقی قدروں کا جنازہ نکالا۔ شرافت ان کے دور میں سر پیٹ کر رہ گئی ـــــ سقوطِ ڈھاکہ کے المیہ سے ان کور مغزوں، کور باطنوں اور بونوں نے کوئی سبق حاصل نہیں کیا ـــــ وہ برابر سرگرمِ عمل ہیں ـــــ تخریب کے راستے پر، بربادی کے راستے پر، بدبختی و نامرادی کے راستے پر اور گویا یہ تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ

ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

لیکن ستم یہ ہے کہ اس کردار کے باوصف بھی وہ گالی دیتے ہیں تو سرفروشانِ دین و ملت اور ایثار پیشہ احراریوں کو، جن کے اُجلے دامن، پاک باطن اور صاف ضمیر کا ایک زمانہ گواہ ہے ـــــ جس کا معنی یہ ہے کہ جس احرار کو انہوں نے مارنا چاہا، ڈبونا چاہا اور دفن کرنا چاہا ـــــ وہ احرار ایسی سخت جان ہے کہ اتنے وار سہنے کے باوجود زندہ ہے ـــــ جو ثمرہ ہے بزرگانِ احرار کے خلوص کا اور سرفروشانِ احرار کے ایثار کا ـــــ تاہم اس موڑ پر ایک سوال ان سب لوگوں کے لئے غور طلب ہے کہ ہم سب کی مادرِ مہربان ـــــ مجلسِ احرارِ اسلام ـــــ جس نے اپنی ٹھنڈی چھاؤں سے ہمیں سکون بخشا، اپنی آغوشِ رحمت میں لئے رکھا، جس نے ملت کے نوجوانوں کو حوصلہ بخشا، جس نے انگریز کے اقتدار کو للکارا، جس نے امت کو جوڑنا اپنی زندگی کا مشن بنایا ـــــ وہ آج کس حال میں ہے ؟ گستاخی معاف اگر مجلس زبانِ حال سے یہ کہے کہ

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روزِ سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے
کوئی کافر میری تذلیل کر سکتا ہی نہیں
مرحمت کی ہے یہ سوغات خود مسلماں نے مجھے

تو غلط نہ ہوگا ـــــ آج کے وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ بزرگانِ احرار اور کارکنانِ احرار اسی خلوص و اخلاص اور باہمی مروّت و محبت سے سر جوڑ کر بیٹھیں اور دکھوں کی ماری انسانیت کی صلاح و فلاح اور فوز و کامیابی کے لئے سرگرمِ عمل ہوں ـــــ وہ محبت جو بزرگ احرار کا شیوہ تھا اور وہ جذبۂ اطاعت جو کارکنانِ کی ریت تھی ـــــ اسے زندہ کیا جائے اور کندھے سے کندھا ملا کر اور سُرخ وردی پہن کر سیاہ گھٹاؤں کا راستہ روکا جائے۔ مجھے دن کی روشنی کی طرح یقین ہے کہ اگر اس کا اہتمام کر لیا جائے تو سیاست بازوں اور بازی گروں سے جاں بلب مخلص ادھر کا رخ کر کے اس قوم اور ملک کی تقدیر پلٹ دیں گے لیکن اگر ہم اس صحیح رخ کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو پھر جو حشر سب کا ہوگا اس سے ہم بھی نہ بچ سکیں گے۔ فھل من مدّکر؟

ایک جدید دانشور کا سوال

کھاتے بھی رہیں، پیتے بھی رہیں، روزہ بھی نہ ٹوٹے،

حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک جدید دانشور نے سوال کیا کہ شاہ جی کیا یہ ممکن ہے کہ انسان کھاتا بھی رہے، پیتا بھی رہے اور روزہ بھی نہ ٹوٹے۔

شاہ جی نے فرمایا:

"ہاں بھئی جوتے کھاتے رہو، غصہ پیتے رہو، روزہ نہیں ٹوٹے گا"!

زرد چہرہ ہو گیا ملّت کے ہر غدّار کا

سیّد امین گیلانی

آؤ لہرائیں فضاؤں میں علم اَحرار کا
وقت پھر طالب ہوا قربانی و ایثار کا

پھر یہ دیوانے کریں گے بے نقاب اس خوف سے
زرد چہرہ ہو گیا ملّت کے ہر غدّار کا

حق پرستوں کی نگاہوں میں ہیں پنہاں بجلیاں
راست بازوں کی زباں میں ہے اثر تلوار کا

پھر اسی دُھن میں چلیں ہم بے نیازِ مرگ و زیست
نعرۂ حق لب پہ ہو نظروں میں تختہ دار کا

بے سروساماں سہی، باطل سے کیوں گھبرائیں ہم
حق ہمارے ساتھ ہے کیا ڈر ہمیں اشرار کا

وقت نازک ہے اٹھو اے جانفروشانِ وطن
رُخ بدلنا ہے ہمیں حالات کی رفتار کا

سرورِ کونین سے ہے سَر کا سودا ہو چکا
ہم نہ پوچھیں گے امینؔ کیا بھاؤ ہے بازار کا

○

ثنا خوانِ تعلیمِ مغرب کہاں ہیں؟

دیدہ ور

وزارتِ تعلیمات کے بزرجمہروں کے نام!

JUST THEN, SULTAN, THE SCHOOL MASTER'S DOG, CAME FOR A SWIM.

اوپر دی گئی عبارت ملتان پبلک سکول ملتان کی کلاس تھری کی انگلش بک RADIANT WAY STEP III'RD کے صفحہ چھ سے لی گئی ہے۔ جس کا ترجمہ ہے:

"عین اُس وقت سکول ماسٹر کا کُتا جس کا نام سُلطان تھا تیرنے کے لئے آیا"

کتاب ڈبلیو اینڈ آر چیمبرز لمیٹڈ .... لندن کی چھپی ہوئی ہے۔

ملتان پبلک سکول ملک کے ان چند سکولوں میں سے ایک ہے جو کلاس وَن سوسائٹی کے بچوں کے لئے کھولے گئے ہیں۔ ان کی فیس و دیگر اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ چھوٹا آدمی ایسے سکولوں میں اپنے بچّوں کے داخلے کا تصور بھی ذہن میں نہیں لا سکتا۔ اور امراء کا طبقہ چاہتا ہی یہ ہے۔ کہ غریب بچے ان کے بچوں کے ساتھ نہ بیٹھیں۔ نتیجتاً ایسے اداروں میں بڑے بڑے تاجر، جاگیردار، سیاست دان، حکمران، ٹھیکیدار، ایکسیئن، ایس ڈی او، پروفیسرز، آفیسرز، ڈاکٹرز، انجنیئرز رینک کے آدمیوں کی اولاد زیرِ تربیت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آگے چل کر ان ہی بچوں نے ایکسیئن، ایس ڈی او، انجنیئرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، سیاست دان، حکمران بننا ہے اب جن بچّوں کی تربیت کی اٹھان ایسی کتابوں پر ہوگی جن میں اُن کے آباء و اجداد اور قومی ہیروز (سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان ٹیپو، سلطان نورالدین زنگی، سُلطان ترکی) کے نام کو کُتّے پر استعمال کیا گیا ہو۔ اُن کے دل و دماغ میں فکری انتشار، مذہبی بے راہروی اور اپنے ملّی تشخص سے بغاوت کے جذبات کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

چلئے! انگریزوں کو تو یہ نفرت جچتی ہے کہ سُلطان اُن کے زبردست دشمن تھے۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ چالیس سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک پاکستان میں انگریز کی معنوی اولاد موجود ہے جو ایک لمحے کے لئے بھی انگریز کی ذہنی غلامی سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتی اور یہی وہ لوگ ہیں جو پاکستان میں پاکستان کی قومی زبان کو رائج نہیں ہونے دے رہے ہیں ۔ حالانکہ کسی قوم کی تہذیب اس کی قومی زبان کی آغوش میں ہی پرورش پاتی ہے ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ انگریزی زبان کی تعلیم سے اسلامی تہذیب اور مشرقی ثقافت کے احیاء کا تصور ہی خارج از امکان ہے ۔

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے درست کہا تھا کہ ہم ہندستان کے مسلمانوں کو عیسائی تو نہ بنا سکے مگر ہم نے انہیں مسلمان بھی نہیں رہنے دیا ۔

علامہ اقبال لکھتے ہیں :

" ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ہماری قوم کے نوجوانوں کی تعلیمی اٹھان اسلامی نہیں تو ہم اپنی قومیت کے پودے کو اسلام کے آب حیات سے نہیں سینچ رہے ہیں ۔ اور اپنے معاشرے میں پکے مسلمانوں کا اضافہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک ایسا نیا گروہ پیدا کر رہے ہیں جو کسی اتحادی مرکز کے نہ ہونے کی وجہ سے کسی دن اپنی شخصیت کھو بیٹھے گا اور اپنے گرد و پیش ان قوموں میں سے کسی ایک میں ضم ہو جائے گا جس میں اس کی نسبت زیادہ قوت اور جان ہوگی ۔ "

قیام پاکستان کا مقصد ایک الگ خطۂ زمین حاصل کرنا تھا جس میں اسلامی اقدار اور اسلامی نظام حیات کو از سر نو زندہ کیا جا سکے ۔ جہاں تعلیم و تربیت کے ذریعے ایسے افراد تیار کئے جائیں جو ایسی تمام صلاحیتیں اور صفات اپنے اندر رکھتے ہوں جو ایک آزاد قوم میں پائی جاتی ہیں ۔ مگر یہاں یہ حال ہے کہ ایک اعلیٰ درجے کے تعلیمی ادارے میں جہاں بڑے بڑے کارپردازان قضا و قدر کے بچے پرورش پا رہے ہیں اور انہیں ایک ایسی کتاب پڑھائی جا رہی ہے جس میں مسلمانوں کے مایۂ ناز حکمرانوں (جو ساری عمر عیسائیوں کے خلاف برسر پیکار رہے ۔ انگریزوں کو جن سے زک اٹھانا پڑی) سے نفرت پیدا کرنے کے لئے کتّے کا نام سلطان رکھا گیا ہے ۔ دوسرے لفظوں میں مسلمان بچوں سے یہ بات کہلوائی جا رہی ہے کہ سلطان ہمارے نزدیک

کٹتے ہیں۔

یہ تو ایک انگلش میڈیم سکول (جس کا عملہ مسلمان اساتذہ پر مشتمل ہے) میں پڑھائی جانے والی ایک کتاب کا حال ہے ۔ ملک کے اندر عیسائی مشنری کے تحت چلائے جانے والے اداروں میں پڑھائی جانے والی کتابوں کا کیا حال ہوگا ؟

سوال یہ ہے کہ :

- اس قسم کی کتابیں ملک میں لانے ، چھپوانے ، تعلیمی اداروں میں رائج کرنے کی سفارش کون لوگ کرتے ہیں ؟
- کیا ایسے تعلیمی اداروں کے پرنسپل اور اساتذہ مسلمان نہیں ہیں ؟
- کیا ملک کے نام نہاد ماہرین تعلیم اور تہذیب و تمدن کے بزرجمہروں کو جن کی بدولت تعلیم کے مذبح میں ہر سال کتنے ہی بچے ذبح ہو رہے ہیں ۔ یہ باتیں دکھائی نہیں دے رہیں ؟

یا یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ نئی نسل کو تباہ کرنے کے لئے باقاعدہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے ۔

مرزائے قادیاں

مرزائے قادیاں رہبر نہ تھا !
دم بریدہ مرزا احقر نہ تھا ؟
اور غلام احمد فرنگی راج میں !
سامراجی پالتو افسر نہ تھا !

درسِ وفا

بھلا کیا دیں گے وہ درسِ وفا
جو یورپ کا بچھڑا کھا رہے ہیں
یہ تہذیب نوی کی راہِ تاریک
کہ مصلح بھی اسی پر جا رہے ہیں

شاعرِ احرار قمر الحسینی

ہم نفس، ایک تبلیغی دَورہ کی مختصر رُوداد

جامعہ خیر المدارس ملتان کے دَورِ اول کے استاذِ گرامی حضرت قاری حضرات قاری محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حافظ شفیق الرحمٰن نے راولپنڈی اور اٹک کے اضلاع میں مختلف مقامات پر ابنِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ کی تقاریر و خطبات کا پروگرام ترتیب دیا جس کے مطابق ۲۰ مارچ پنڈمہری، ۲۱ مارچ بھوئی گاڑ، ۲۲ مارچ ڈھوک حسو اور ۲۳ مارچ کو حسن ابدال میں آپ نے بڑے دینی اجتماعات سے خطاب کیا۔

بھوئی گاڑ میں انجمن ربانیہ کی روحِ رواں مولانا حسین احمد سلمہٗ نے سارا ذمہ اٹھایا اور پورے علاقہ میں اس تبلیغی پروگرام کی کامیابی کے لئے ان تھک کام کیا۔ بھوئی گاڑ بہت پرانا تعلیمی و تبلیغی مرکز ہے یہیں سے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسبِ فیض کیا۔ اسی جگہ حضرت مولانا احمد جی میرے شریف والے نے حصولِ علم کی منزلیں طے کیں۔ حضرت مولانا فیروز الدین ہزاروی نے بھی اسی مرکزِ علم و آگہی سے کسبِ کمال کیا۔ حضرت مولانا شمس الدین سکنہ درویش نے بھی فکر و روح کی بالیدگی اسی چشمۂ رشد و ہدایت سے حاصل کی۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی اور حضرت امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ گرامی حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی یہیں سے فیض یاب ہوئے اس مرکز نور و عرفاں کے بانی حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کے بعد ان کے جانشین حضرت مولانا عبدالنبی المعروف فقیر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ علم و رشد بانٹتے رہے پھر مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وراثت کو سنبھالا اور پورے علاقہ میں نورِ فکر پھیلایا۔ مولانا عبدالحی صاحب اس

علاقہ میں مجلسِ احرارِ اسلام کی روحِ رواں تھے مولانا نے بیک وقت تدریس، تبلیغ اور علاقہ کے جابر وڈیروں کے خلاف محاذ پر مضبوط کام کیا آپ نے عقائد، اعمال اور اخلاق حسنہ کی ترویج و اشاعت میں اپنے اسلاف کی روشن روشوں کو زندگی بھر جگمگائے رکھا اور اس کی تابندگی کو مدھم نہ ہونے دیا آپ کی زندگی میں اکابر احرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مولانا عبدالرحمٰن میانوی نے تبلیغ عقائد اور اصلاح رسوم کے سلسلہ میں مسلسل مہینہ مہینہ علاقے میں کام کیا۔ اٹک کے اس علاقہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ بیک وقت اٹک، راولپنڈی اور ہزارہ کا بارڈر ہے یہاں تمام علاقوں کے لوگ بآسانی پہنچ کر اکابر احرار کے خطاب سے فیض یاب ہوتے رہے۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کی اولاد نیک نہاد نے اس عملِ خیر کو جاری رکھا ہوا ہے مولانا مرحوم کے سب سے بڑے فرزند حکیم احمد حسن قریشی صاحب سابق ممبر طبی بورڈ بلند پایہ طبیب ہیں فکر رسا رکھتے ہیں بالخصوص صحابہ رضی اللہ عنہم کے معیارِ حق و ہدایت ہونے کے سلسلہ میں پورے علاقہ میں اہلِ حق کے سرخیل ہیں۔ قاری محمود الحسن متقی و زاہد بزرگ ہیں۔ مولانا حسین احمد ان کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں اور وہ اس علاقہ میں اس عظیم دینی ورثہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کوشاں ہیں اللہ انہیں کامیاب کرے آمین! سید عطاء المحسن بخاری کے اس تبلیغی سفر کی کامیابی کا سہرا مولانا حسین احمد کی مساعی کا نتیجہ ہے۔

بھوئی گاڑ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی چھاؤنی تھی جب بھی پولیس والے مولانا کا تعاقب کرتے تو مولانا بھوئی گاڑ پہنچ کر اس کی جغرافیائی تقسیم سے بھرپور فائدہ اٹھاتے چاروں سمتوں میں اٹک، پنڈی، ہزارہ کا قرب ضلع بندی کے احکام کا منہ چڑانے کا سامان پیدا کرتا حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی خانقاہِ سراجیہ کندیاں میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مضبوط منسلک بزرگوں میں سے تھے اور اس طرف انہیں مائل کرنے والے بزرگ حضرت مولانا شمس الدین (سکنہ درویش) ہیں مولانا شمس الدین حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ سے بیعت و مجاز بیعت ہیں بڑے بلند پایہ عالم ہیں۔ سیرتِ خلفاء اسلام، داڑھی کی شرعی حیثیت (اردو، عربی) بنوہاشم اور اولاد رقیہ پر تحقیق کر رہے ہیں۔

سید عطاء المحسن بخاری کی بھوئی گاڑ میں آمد کا سن کر بنفسِ نفیس تشریف لائے بہت دیر

بیٹھے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے اور تاریخ کی ستم ظریفیوں کے سیاہ پردوں کو چاک چاک کرتے رہے۔ آپ نے بہت سے موضوعات پر اپنی تحریروں کو نقیبِ ختمِ نبوت کے لئے ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا اللہ انہیں سلامت رکھے اور اپنے دینِ متین کا کام لیتا رہے اور ہم ایسے ان کے فیض سے مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین!

سید عطاء المحسن بخاری نے صحابہ کی حیثیت و مرتبہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

"کہ صحابۂ کرام پر نقد و نظر کے قائل پہلے اپنی حیثیت بتائیں کہ ان کا اپنا شرعی مقام کیا ہے؟ صحابۂ کرام تو مجتہدِ مطلق ہیں اگر خدانخواستہ ان سے اجتہاد میں خطاء کا صدور بھی ہو جائے تو انہیں اس خطاء پر بھی ثواب ملے گا پھر صحابہ اس خطاء میں مؤاخذۂ دنیا و عقبیٰ میں بری ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منصبی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری انہیں رذائل اور ذمائم سے پاک کرنا بھی ہے۔ آپ نے اولادِ ابراہیم اور آلِ اسمٰعیل علیہما السلام کو تیئیس ۲۳ برس پاک کیا۔ وہ تمام پاک اور راشد ہیں، متقی و مفلح ہیں، صادق و فائز ہیں مؤثر و قانت ہیں۔ اللہ پاک کو جس قسم کا انسان مطلوب تھا۔ حضور علیہ السلام نے انہیں ویسا بنایا اسی وجہ سے وہ ہماری گرفت سے بالا و ماوراء ہیں۔ مجتہد پر غیر مجتہد کو تنقید و گرفت کا حق کیسے ہے؟ غیر مجتہد کس شرعی دلیل سے صحابہ پر محاکمہ کرنے کا مجاز ہے۔ تمام دیوبندی، بریلوی، غیر مقلد صحابہ کے مشاجرات اور ان کے مجتہدانہ اعمال اور فیصلوں پر کیسے حَکَم بن سکتے ہیں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی حَکَم بننے کی کوشش کرے تو غلط اور یہ لوگ حَکَم بنیں تو درست۔ ایک ہی عمل ایک کے لئے حلال دوسرے کے لئے حرام۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

صحابۂ کرام نبوتِ محمدیہ کے شاہدِ عادل ہیں اور حضور علیہ السلام صحابہ کے ایمان، اعمال، اخلاق پر شاہدِ عادل و کامل حضور علیہ السلام نے اپنی ۲۳ برس کی مساعئ رسالت پر گواہی مانگی اور ان کی شہادت پر اپنی مُہرِ تصدیق ثبت کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا میں ہی اپنے جنتی ہونے کا فیصلہ سن کر گئے ہیں وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

ان میں سے ہر ایک سے حُسنِ عاقبت کا وعدہ لیا گیا ہے جب کہ دیوبندی، بریلوی اور غیر مقلدوں کے لئے دنیا میں کوئی وعدہ نہیں بلکہ ان کا معاملہ معلق ہے۔ بروزِ محشر وزنِ اعمال کے بعد جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا اور صحابہ کے لئے جزائے خیر اور حسنِ عاقبت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ

"اس دور کے مولوی پیر محقق کون ہوتے ہیں جو صحابہ کے اجتہاد کو پرکھیں اور کہیں کہ صحابہ کا اجتہاد خطا پر عناد پر مبنی ہے اور یہ کہ بعض صحابہ صورۃً باغی ہیں حقیقۃً نہیں۔ یہی بات سید مودودی نے کہی ہے وہ غلط کیسے اور آپ صحیح کیسے؟ سید صاحب اور تمام دورِ حاضر کے نام نہاد محقق خود صحابہ کے باغی اور بغض و عناد صحابہ کے مرض میں مبتلا ہیں اور امت میں فساد کے ذمہ دار ہیں۔ ہم ان لوگوں سے بری ہیں اور دنیا و آخرت میں ان سے بیزار ہیں۔"

آپ نے کہا کہ:

"سیدنا علی جب جنگِ جمل سے واپس ہوئے تو ابو سلام دالانی نے پوچھا کہ قصاص کے سلسلہ میں جن لوگوں نے مطالبے کی ٹھانی ہے کیا ان کے پاس کوئی حجت ہے تو سیدنا علی نے فرمایا کہ ہاں پھر پوچھا آپ نے جو تاخیر کی ہے قصاصِ عثمان میں اس سلسلہ میں آپ کے پاس بھی حجت ہے تو آپ نے فرمایا ہاں پھر آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ

اَیُّھَا النَّاسُ اَمْسِکُوْا عَنْ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اَیْدِیَکُمْ وَاَلْسِنَتَکُمْ	کہ لوگو قصاصِ عثمان کا مطالبہ کرنے والوں سے اپنے ہاتھ اور زبانیں روکو۔
(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۴۰/۲۳۹)	

غور کیجیئے جو لوگ اس حادثہ میں شریک ہیں انہیں تو حکم ہو رہا ہے کہ یہ لوگ حق پر ہیں اور میں بھی حق پر ہوں تم اپنی زبانیں اور ہاتھ روک لو۔ لیکن جو لوگ پندرہویں صدی میں ہیں وہ اس خرافات میں مبتلا ہیں کہ وہ حق پر نہیں تھے اور وہ معتوب

باغی تھے اور وہ خطاء اجتہادی کے پیکر تھے اور وہ خطاء عنادی کے مرتکب تھے[1] انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۔ ان پاکستانی اور ہندوستانی محققین کو سیدنا علی کا نہ تو فیصلہ قبول ہے اور نہ ان کا حکم ماننے کو تیار ہیں ۔ انہیں اپنی ذات، اپنی سوچ، اپنا ذکر اور اپنا طرز عمل تو حق نظر آتا ہے اور صحابہ کا عمل بغاوت عناد اور غلط دکھائی دیتا ہے نہ جانے یہ کیسے اہلِ حق ہیں ۔"

آپ نے کہا کہ :

"صحابہ کے عہدِ گرامی کے بعد قیامت تک جتنے لوگ بھی ہیں وہ کتنے اونچے درجے کے محدث، مفسر، فقیہ، صوفی، مؤرخ، جارح و ناقد ہی کیوں نہ ہوں ان کی اپنی مغفرت موقوف ہے صحابہ کی اتباع پر اور صحابہ کے بارے میں احسن رویہ اور حُسنِ ظن پر جو مولوی پیر اور جماعتوں کے امیر قصاصِ عثمان کا مطالبہ لے کر اٹھنے والے صحابہ کے بارے میں یہ رویہ اور سب و لہجہ اپنائیں ؛ ور صحابہ کے بارے میں خود حَکَم بن کے یہ فیصلہ کریں کہ وہ لوگ باغی تھے مگر صورتاً انہوں نے خطا کی تھی مگر عناد پر مبنی خطا تھی اور یہ کہ فلاں حق پر تھا اور فلاں حق پہ نہیں ان کی بخشش تو معرضِ خطر میں ہے اور اس طریق کار کا مطلب یہ ہوا کہ اصل اہلِ حق یہ دیوبندی، بریلوی غیر مقلد محقق ہیں اور ان کی تحقیقات اور فیصلے حق ہیں صحابہ کا اجتہاد حق نہیں ۔ افسوس صد افسوس !"

آپ نے کہا کہ :

"حضرت معاویہ و حضرت عائشہ اور ان کے تمام ساتھی عین حق پر تھے ۔ حق کا اس سے بڑا علم بردار آسمان نے پھر کبھی نہ دیکھا کہ جن کی ذات پر امتِ محمدیہ کے دو متحارب فریق جمع ہو گئے ۔ اجماعِ امت کی اس سے بڑی مثال صرف صدیق اکبر کی امامت و خلافتِ بلا فصل کے انعقاد کے موقع پر نظر آتی ہے ۔ حضرت معاویہ وہ عظیم صحابی ہیں کہ جن کی خلافت کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی جن کی

[1] : البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۳

امارت قبول کرنے کو سیدنا علی نے ارشاد فرمایا اور جن کی بیعت سیدنا حسن و سیدنا حسین نے کی ۔ ان اکابر و اعاظم کو حضرت معاویہ کی غلطیاں و بغاوتیں اور عناد نظر نہ آیا مگر جناب قاضی مظہر حسین صاحب، جناب لعل شاہ صاحب، جناب مہر شاہ صاحب، اور جناب عبدالرشید نعمانی کو یہ تمام قباحتیں ایران کے محدب شیشہ سے نظر آئیں ۔"

آپ نے کہا کہ،

" سیدنا حسن مجتبیٰ و سیدنا حسین، سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم سال میں دو مرتبہ حضرت معاویہ کی خدمت میں جاتے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان اپنے چھوٹوں کی اس قدر عزت افزائی کرتے کہ انہیں اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھنے کی جگہ دیتے اور لاکھوں لاکھ دینار ان کی نذر کرتے ؎ اگر حضرت معاویہ نے خلفاء راشدین کے طرز کو چھوڑ کر روم و یونان کا کنگ ازم اپنا لیا تھا تو یہ یہ اکابر بنی ہاشم اسباط رسول علیہم السلام حرام کا مال کیوں ہڑپ کرتے رہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا کوئی کردہ مسئلہ نہ تھا بلکہ انہی موذیوں مجوسیوں اور شکست خوردہ یہودیوں کا پروپیگنڈہ ہے جو قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں کسی نہ کسی طرح ملوث تھے جنہوں نے سیدنا علی کو زندگی بھر پریشان کئے رکھا انہیں حضرت معاویہ نے چن چن کے فی النار کیا تو بے بس ہو کے میدان سے بھاگے اور تاریخ کے اوراق اپنے باطن کی ظلمتوں سے سیاہ کر ڈالے ۔ ان ہندوستانی پاکستانی نام نہاد محققین نے ان خبیثوں کے ہذیان و ہفوات کو من و عن درج کر دیا ۔ اللہ ہدایت دے اور ان مولویوں کو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق دے کہ ان بندگان بے کس نے اس جہالت و حماقت کو تحقیق اور حق کہا ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ط

؎ : البدایہ ج ۸ ص ۱۵۰ - ۱۵۱

چمن چمن اُجالا ــ کاروانِ احرار منزل بہ منزل

- گلاسگو میں مرزا طاہر کی آمد پر مسلمانوں کا زبردست مظاہرہ
- مرزا طاہر بھیگی بلی کی طرح دُم دبا کر اپنے مرکز میں بیٹھا رہا۔
- برطانیہ میں صدائے احرار اور مرزا طاہر کا فرار

رپورٹ: محمد اکرم راہی، ناظم یو کے ختمِ نبوت مشن (گلاسگو)

۸ر اپریل ۱۹۸۸ء کو موسیو مرزا طاہر جب لندن سے خصوصی طور پر گلاسگو میں مرزائیوں کے مرکز کا افتتاح کرنے کے لئے آیا تو گلاسگو کے لاتعداد مسلمانوں نے اس موقع پر زبردست مظاہرہ کیا جس میں عالمی مجلس احرارِ اسلام کے شعبۂ تبلیغ "یو کے ختمِ نبوت مشن" اور "یو کے اسلامک مشن" کے کارکنوں کے علاوہ انگلینڈ کے مختلف شہروں کے طلبا اور نوجوانوں نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ مسلمانوں کے جذبۂ ایمانی سے مرزائی حواس باختہ ہوگئے آرگائل سٹریٹ اور کیلون ہال کا علاقہ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، تاج و تختِ ختمِ نبوت زندہ باد شہداءِ ختمِ نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، مرزا طاہر غیر مسلموں کا نمائندہ ہے۔ اسلم قریشی کا قاتل مرزا طاہر۔ مرزائی اسلام کے غدار ہیں، مرزائیت یہودیت کا چربہ ہے کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔

برطانیہ کے سرد موسم کا جمود ٹوٹا اور مسلمانوں کے جوش و جذبہ نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ اس موقع پر ممتاز عالمِ دین سید طفیل شاہ صاحب اور حاجی محمد صادق صاحب نے کہا کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو مرزائیوں کے جھانسے میں نہیں آنے دیں گے۔ اس مظاہرہ کے نتیجہ میں مرزا طاہر نہ تو "مرزائی مرکز" کا افتتاح کر سکا اور نہ خطاب کر سکا۔ اس عرصہ میں وہ اندر چھپ کر بھیگی بلی کی طرح دُم دبا کر بیٹھا رہا۔ مرزا طاہر جب تک گلاسگو میں موجود رہا اس وقت تک سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کے کارکن اور لشکرِ احرار کے مجاہدین مرزائیوں کے تعاقب میں سرگرم رہے۔

یو کے ختم نبوت مشن نے فیصلہ کیا ہے کہ برطانیہ میں مرزائیوں کے مکمل بائیکاٹ کی تحریک چلائی جائے گی۔ مسلمانوں کو مرزائیوں کی گھناؤنی سازشوں سے آگاہ کرنے کے لئے ہر ہفتہ خصوصی رپورٹ پر مشتمل پمفلٹ شائع کئے جائیں گے۔ یو کے ختم نبوت مشن کے صدر جناب شیخ عبدالغنی صاحب، شیخ عبدالواحد صاحب، ممتاز کاشمیری صاحب اور جمعیت اتحاد المسلمین کے صدر محمد طفیل شاہین اس سلسلہ میں سرگرم عمل ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز برطانیہ میں احرار کارکن ختم نبوت کے مشن کو زندہ جاوید رکھیں گے اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی برپا کردہ تحریک ختم نبوت کو جاری رکھیں گے۔

عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس

- جناب محمد حسن چغتائی صدر اور سید عطاء المحسن بخاری ناظم اعلیٰ منتخب ہو گئے
- ۲۳، ۲۴ / جون ۱۹۸۸ء کو ملتان میں آل پاکستان احرار ورکرز کنونشن منعقد ہو گا

● جہادِ افغانستان ● فلسطینی مجاہدین ● موجودہ حکومت اور نفاذِ اسلام
● کالا باغ ڈیم ● فریضۂ حج اور دشمنانِ اسلام ● جدید مرکزی انتخابات
● قراردادیں ● فیصلے

رپورٹ: سید محمد کفیل بخاری - نائب ناظم اطلاعات عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ۸ / اپریل ۱۹۸۸ء کو دارِ بنی ہاشم میں منعقد ہوا جس میں جماعت کے اندرون و بیرونِ ملک کام کی رفتار کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ مرکزی عہدیداران کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔ انتخاب کی تفصیل درج ذیل ہے:-

اُمیر: جناب محمد حسن چغتائی مدظلہٗ

ناظم اعلیٰ: جناب سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ ناظم نشریات: جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب

نائب امیر: جناب سید عطاء المومن بخاری، جناب ابوسفیان محمد اشرف تائب

نائب ناظمین: جناب چودھری گلزار احمد، جناب سید محمد راشد بخاری ایڈووکیٹ

نائب ناظمین نشریات: مولانا اللہ یار ارشد، سید محمد کفیل بخاری

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ملک بھر میں جماعت کے کارکنوں کے لیے تربیتی کونشن منعقد ہوں گے اور ۲۳، ۲۴ جون ۱۹۸۸ء کو ملتان میں آل پاکستان احرار ورکرز کونشن منعقد ہوگا۔

اجلاس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ افغان مجاہدین کو ان کے حقوق دیئے جائیں اور ان کی با اختیار عبوری حکومت قائم کی جائے

۲۔ مجلس احرار اسلام اپنے فلسطینی بھائیوں پر ہونے والے مظالم کی شدید مذمت کرتی ہے اور آزادی کی اس جدوجہد میں فلسطینی عوام کے ساتھ ہے۔

۳۔ موجودہ حکومت اور سیاست دان دونوں نے نفاذِ اسلام کے نام پر قوم سے دھوکہ کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام نفاذِ اسلام کے سلسلہ میں حکومت کے منافقانہ طرزِ عمل کی شدید مذمت کرتی ہے۔

۴۔ کالاباغ ڈیم کو متنازعہ بنانے کی بجائے چاروں صوبوں کے عوام کو اعتماد میں لے کر اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

۵۔ حج کے اجتماع کے موقع پر ہلڑ بازی، غنڈہ گردی اور کعبۃ اللہ کی حرمت پامال کرنے والے اسلام اور مسلمان دونوں کے غدار ہیں۔ مجلس احرار اسلام اس مقدس اجتماع میں انتشار پیدا کرنے اور اسے سیاسی رنگ دینے والے عناصر کی شدید مذمت کرتی ہے۔

ملتان

سفیان سلیمی

- مولانا زاہد الراشدی اور مولانا حق نواز جھنگوی دفترِ احرار میں
- متحدہ شریعت محاذ کی دستور کمیٹی کا اجلاس

۴ / اپریل کو ملتان میں متحدہ شریعت محاذ کی دستور کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں مختلف دینی جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ مجلس احرار اسلام کے نمائندے سید محمد کفیل بخاری نے دستور

ہیں بعض اہم نکات کے اضافہ کی تجویز پیش کی جسے مجلس دستور ساز کے عہدیداروں نے منظور کر لیا اجلاس کے بعد سنی محاذ کے رہنما مولانا زاہد الراشدی دفتر احرار میں تشریف لائے ۔ انہوں نے جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ کی عیادت کی ۔ اسی طرح ۷ اپریل کو مولانا حق نواز جھنگوی بھی حضرت شاہ جی مدظلہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے ۔ بعد میں آپ دارِ بنی ہاشم میں تشریف لائے اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ سے ملاقات کے دوران باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ شاہ جی نے فرمایا کہ وہ خود اور ان کی جماعت مجلسِ احرارِ اسلام ازواج و اصحابِ رسول علیہم السلام کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے سرگرمِ عمل ہیں ۔ اس سلسلہ میں ہم ہر اس شخص کے ساتھ ہیں جو اس مقدس مشن میں ہمارا ہم قدم ہے ۔

پیچا وطنی
حافظ محمد الیاس قاسمی

- نفرتوں اور تعصبات کے چراغ گل کر کے علمِ احرار کے سائے میں متحد و منظم ہو جائیے ۔
- دنیا کے تمام نظاموں کی بساط اُلٹ کر حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لئے میدانِ عمل میں آئیے ۔

مدرسہ عربیہ حسینیہ میں سید عطاء المؤمن بخاری کا خطاب

گزشتہ دنوں پیچا وطنی کے نواحی چک نمبر ۳۲/۱۲-ایل میں مدرسہ عربیہ حسینیہ کے چوتھے سالانہ جلسہ سے ابنِ امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم مادی علوم کو جب تک قرآنی اور نبوی علوم کے تحت حاصل نہیں کرتے اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے ۔ انہوں نے کہا قرآنِ کریم اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی حلال و حرام میں تمیز کی جا سکتی ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو ضابطۂ حیات کے طور پر دینِ اسلام بھی عطا کیا اور یہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے ۔ دین تمام انسانوں سے اپنی اطاعتِ کاملہ چاہتا ہے اور تمام خواہشات کو اسی ضابطہ کے تابع کرنے کا حکم دیتا ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ عقیدہ اعمال کی جڑ ہے ۔ اگر عقیدہ غلط ہے تو اعمال درست نہیں ہو سکتے یہ دنیا دار العمل ہے ۔ اللہ تعالیٰ کو قولی نہیں عملی مسلمان محبوب ہیں ۔ صرف رسول اللہ کی شان بیان کرنے

سے آخرت میں نجات ممکن نہیں اگر زبان شانِ رسول بیان کرے اور عمل سیرتِ رسول سے متصادم ہو تو یہ سراسر تضاد ہے اور دین سے بغاوت ہے۔ قرآنِ کریم نے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہی مدارِ نجات قرار دیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پانی اور مٹی سے پیدا کیا اور پھر خود قرآنِ کریم میں اسے اپنی سب سے حسین تخلیق قرار دیا۔ آپ نے سورۂ مومنون کی ابتدائی آیات تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا مطلوبہ انسان وہ ہے جو اپنا ظاہر و باطن محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق بنالے۔

آپ نے فرمایا کہ اسلام کسی ایک قوم کے لئے یا گروہ کے لئے نہیں بلکہ بنی نوعِ انسان کی فوز و فلاح اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اسے جو بھی قبول کر لے خواہ وہ کسی قوم سے ہو کامیاب و کامران ہے۔ اور اسلام میں عزت و وقار کا معیار تقویٰ ہے، دولت و اقتدار نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ عصرِ حاضر میں ایک منظم سازش اور منصوبہ بندی کے تحت تہذیب و ثقافت کے نام پر بے حیائی پھیلائی جا رہی ہے۔ سطحی اور فحش لٹریچر کے ذریعہ نسلِ نو کے قلوب و اذہان مسموم کئے جا رہے ہیں اور انہیں دین سے دور کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس طوفانِ بدتمیزی میں دین کا کام پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ نے مجلسِ احرارِ اسلام کی دعوت اور پروگرام بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ احرار اللہ کی دھرتی پر اللہ کے نظام کا نفاذ چاہتے ہیں۔ آیئے ہمارا ساتھ دیجیئے نفرتوں اور تعصبات کے چراغ گل کر کے علمِ احرار کے سائے میں متحد و منظم ہو جائیے اور دنیا کے تمام نظاموں کی بساط الٹ کر حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لئے میدانِ عمل میں آیئے۔

ربوہ

حبیب اللہ رشیدی

- بہشتی مقبرہ کے "ہوٗرے" خدمت کے میدان میں
- ربوہ میں ایک قادیانی کا قبولِ اسلام
- امریکی قونصل جنرل کی ربوہ میں خفیہ آمد ربوہ پلان کا حصہ ہے
- ربوہ میں امتناعِ قادیانیت آرڈی ننس پر عملدرآمد

گزشتہ دنوں ربوہ میں بہت سے اہم واقعات رونما ہوئے۔ پہلا واقعہ مرزائیوں کے اخلاق کا جنازہ اور منہ کالا ہے۔ مرزائی پورے ملک میں اس بات کو شدت سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ربوہ چل کر دیکھیں ہم نے اسلامی معاشرہ و ماحول پیدا کیا ہے وہاں آپ لوگوں کا اخلاق دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے لیکن اس اخلاق کا بھانڈا ۱۱ر مارچ کی شام نیچ چوراہے میں پھوٹ گیا۔ مرزائیوں کے خود ساختہ کاروباری مرکز "بہشتی مقبرہ" کے مقابل ایک ورکشاپ میں کام کرنے والا تیرہ سالہ مرزائی بچہ غلام مرتضیٰ محمود بہشتی مقبرہ کے" حوروں" کی زد میں آگیا، اس خود ساختہ جنت سے نکلنے والے پانچ " حوروں" نے اپنے ہی ہم مذہب بچے سے انسانیت سوز سلوک کیا۔ پولیس کی طرف سے کرائے جانے والے طبی معائنہ کی رپورٹ اور مفعول غلام مرتضیٰ کے مرزائی والد کی طرف سے درج کرایا جانے والا مقدمہ ۴۸/۴۴ مرزائیوں کی اخلاقی پستی اور کمینگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس مقدمہ میں ایک " حورا" گرفتار ہوا اور باقی چار" حورے" مرزا جی کے فرشتوں ٹیچی ٹیچی اور ٹھمن لال کی مدد سے مفرور ہیں۔ ہم ربوہ کے مرزائیوں کو انسانی ہمدردی کے جذبہ کے تحت مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے بچوں کو" بہشتی مقبرہ" کے اثرات اور قرب و جوار سے دور رکھیں کیونکہ ان کی اپنی جنت میں پلنے والے " حورے" خدمت کے میدان میں اُتر چکے ہیں۔

انہی دنوں محلہ طاہر آباد کے ایک خوش بخت غلام نبی نے خطیب جامع مسجد احرار ربوہ مولانا اللہ یار ارشد کے دستِ حق پرست پر قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا اور عدالت میں اپنا بیان حلفی پیش کردیا۔ احرار کارکن اپنے نو مسلم بھائی کو مبارکباد دیتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا فرمائیں۔ اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دین کی محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

گزشتہ ماہ کا سب سے اہم واقعہ ۲۳ر اپریل کو والس قونصلیٹ جنرل امریکہ مسٹر رابرٹ کا ربوہ کا خفیہ دورہ ہے۔ وہ تین گھنٹے تک مرزائی ریسٹ ہاؤس میں قیام پذیر رہا۔ مرزائیوں کے سرکردہ لیڈروں سے خفیہ ملاقاتیں کیں اور جاتے ہوئے تین اٹیچی کیس مرزائیوں کے بزرجمہروں کے سپرد کئے۔ ان اٹیچی کیسوں میں کیا تھا؟ یہ کوئی ایسا راز نہیں کہ جس سے ہم بے خبر ہیں۔ سیدھی سادی بات ہے کہ مرزائیوں کو اسلام کے خلاف اُن کی دلالی کا معاوضہ چکایا گیا ہے۔ مرزائیت

کے بانی مرزا غلام قادیانی نے بھی اِسی طرح اسلام اور مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی جاسوسی کر کے بھاری رقوم کی صورت میں معاوضے وصول کئے تھے اور اب مرزائی اسرائیل کی جاسوسی کا معاوضہ وصول کر رہے ہیں۔ جہاں تک امریکی قونصلیٹ کے خفیہ دورہ کا تعلق ہے یہ کسی مقصد سے خالی نہیں اور ہمیں یقین ہے کہ یہ اچانک دورہ مسلمانوں کے خلاف کسی نئے ربوہ پلان کا حصہ ہے۔

۲۴ اپریل کو انتظامیہ نے ربوہ میں مرزائیوں کے پانچ مکانات سے کلمہ طیبہ حذف کر کے محفوظ کر دیا ہے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات مولانا اللہ یار ارشد نے مطالبہ کیا ہے کہ پورے ربوہ میں مرزائیوں کی عمارتوں سے کلمہ طیبہ اور دیگر اسلامی شعائر کو محفوظ کیا جائے علاوہ ازیں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے ایک قادیانی رفیق احمد کو اپنے مکان پر کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں قید و جرمانہ کی سزا کی ہے محفوظ کیا جائے۔

دعاءِ صحت

قائدِ احرار، جانشینِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ عرصہ دو ماہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ تمام کارکنانِ احرار اور جملہ احباب ان کی صحت یابی کے لئے دُعا فرمائیں۔ "ادارہ"

اظہارِ تعزیت

گزشتہ دنوں مجلس احرارِ اسلام ملتان کے مخلص کارکن جناب صوفی نذیر احمد شیخ کے بھائی جناب محمد رفیق اور مجلس احرارِ اسلام خانپور کے ایثار پیشہ کارکن چودھری محمد خورشید صاحب کے جواں سال فرزند اور نوجوان کارکن سعید احمد راجپوت کے بھائی محمد وحید اور مدرسہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات کے مخلص معاون اور ہمارے بھائی جناب غلام حیدر صاحب کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔ ادارہ نقیبِ ختمِ نبوت کے کارکن اور تمام جماعتی احباب مرحومین کے لئے دعاءِ مغفرت اور اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

زبانِ خلق

★★★★★★★★★★★

مرزائی دجل وتلبیس کا پردۂ چاک

" نقیبِ ختمِ نبوت " عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی مذہبی اور ملی امنگوں، آرزوؤں اور ولولوں کا امین ہے جس میں مرزائی دجل وتلبیس اور دسیسہ کاریوں کا پردہ بڑی جرأت و بے باکی اور کامیابی سے چاک کیا گیا ہے۔

خدائے بزرگ وبرتر اِس مستحسن اقدام پر آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کی ارتقائی منازل کو دن دوگنی رات چوگنی عطاء فرمائے آمین!

محمد طاہر۔ سلطان مارکیٹ کمالیہ

قادیانیت کا بین الاقوامی سطح پر محاسبہ

" نقیبِ ختمِ نبوت " ملکی اور بین الاقوامی سطح پر قادیانیت کا محاسبہ ہے۔ احرار کا پیغام دنیا بھر میں پہنچ رہا ہے۔ نقیب ہماری آرزوؤں کی تکمیل ہے۔

قاری محمد یامین گوہر۔ چنیوٹ

ظاہری و معنوی خوبصورتی کا حسین سنگم

" نقیبِ ختمِ نبوت " اپنے مضامین کے اعتبار سے ظاہری و معنوی خوب صورتی کا حسین سنگم ہے۔ نقیب ہر لحاظ سے ایک مکمل رسالہ ہے۔ قاری محمد یوسف احرار

والٹن، لاہور

افکارِ احرار کا بے باک ترجمان

نقیبِ ختمِ نبوت " افکارِ احرار کا بے باک ترجمان ہے۔ حرف حرف خوشبو اور لفظ لفظ اجالا ہے۔ اس مساعی جمیلہ پر مبارک باد قبول فرمائیں۔ جاوید احمد خان خاکوانی

احمد پور شرقیہ

ایمان افروز مضامین، دلکش ٹائٹل

جاندار اداریہ

نقیبِ ختمِ نبوت کا اجراء قابلِ تحسین ہے۔ ایمان افروز مضامین، دلکش ٹائیٹل، اور پیغامِ امیرِ شریعت قلب وروح کے لئے دلولۂ سرمدی کا سامان ہے۔ عباس علی ناصر مظفر گڑھ

دینی صحافت کا منشاد

نقیبِ ختمِ نبوت موصول ہوا - جزاک اللہ
نقیب دینی صحافت کا منشاد ہے - احباب
اس کی اشاعت میں اضافہ کے لئے گہری
دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس جہاد میں ہم آپ کے
شانہ بشانہ ہیں۔ مشتاق احمد خان
نیکگراں - آزاد کشمیر

میرا استقبال

میں گھر پہنچا تو نقیبِ ختمِ نبوت نے میرا استقبال
کیا، فتنۂ مرزائیت کے علمی محاسبہ پر مشتمل مضامین
نقیب کی افادیت و انفرادیت کے مظہر ہیں۔
ابو معاویہ شاہد صدیق چوہان کراچی

لادینیت کے سیلاب پر مضبوط بند

نقیبِ ختمِ نبوت کا اجراء لادینیت، غفلت
اور سرکشی کے سیلاب پر ایک مضبوط بند میں اضافہ
ہے۔ دشمن عصرِ حاضر میں دین کے خلاف ہر محاذ
پر مصروفِ عمل ہے۔ نقیب نے مورچہ سنبھال
کر بہت بڑی ذمہ داری قبول کی ہے۔
ہر دوست اس کے مطالعہ کا خواہش مند
ہے۔ عبدالرحمٰن جامی
جلال پور

تاریخِ احرار کی صدائے بازگشت

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ماضی میں صحافت
کے میدان میں احرار کے ترجمان "روزنامہ
آزاد" اور روزنامہ "نوائے پاکستان" نے فتنۂ
مرزائیت کے خرمنِ عریاں پر خوب بجلیاں
گرائیں۔ عصرِ حاضر میں نقیبِ ختمِ نبوت کا اجرا
تاریخِ احرار کی صدائے بازگشت ہے۔
سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ
احمد پور شرقیہ

قارئینِ نقیبِ ختمِ نبوت متوجہ ہوں ——— ایک ضروری اعلان

فدائے احرار مولانا گل شیر شہید شہیدؒ کی سوانح حیات مرتب کی جا رہی ہے جن اصحاب کو آپؒ کی کوئی
تقریر یا واقعہ یا نظم وغیرہ یاد ہو تو تحریر فرما کر ارسال فرمائیں بشکریہ کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ نیز
مولانا گل شیرؒ کی کوئی تحریر، خط یا روزنامہ "کوہستان" میں شائع ہونے والا فوٹو کسی کے پاس موجود ہو
تو وہ بھیج دیں۔ اشاعت کے بعد مکمل حفاظت کے ساتھ واپس کر دیا جائیگا۔ (آئندہ شمارہ میں مولانا پر مضمون شامل اشاعت ہوگا)
محمد عمر فاروقی عمر - ناظم گل شیرؒ اکیڈمی - فاروقی دواخانہ - مین بازار - تلہ گنگ، ضلع چکوال

میر ناسکؔ، راولپنڈی

بیادِ شہدائے ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء

لگائی جب سے مُغنّی نے ساز پر مضراب
مچلتے اشک ہیں آنکھوں میں جان ہے بےتاب

ظلامِ شب میں بھٹکتے ہیں تارے آہوں کے
ابھرتا دیکھئے کب ہے اُفق سے وہ مہتاب

تمام رات مجنوں ہیں لُٹائے آنکھوں نے
دِل و جگر کے خزانوں کے گوہرِ نایاب

یہ کشت زارِ محبّت ہے لالہ زار نہیں
کیا ہے خُون سے عُشّاق نے اسے سیراب

وہ بانکپن جو ازل سے مِلا شہیدوں کو
شفق میں لعلِ بدخشاں میں، گُل میں ہے نایاب

تہی ہیں بادۂ حُبِّ نبی سے سب کے سبو
نہ سر اُٹھاتے کبھی ورنہ دشمن و کذّاب

عبث ڈراتا ہے نمرود اپنی آتش سے
کہ پیشِ عشقِ محمّد ہیں سردیہ اُلہاب

وہ بحر جس کے عمق کو نہ پہنچے فرزانے
ترے دِوانوں کو تیرے کرم سے ہے پایاب

وہ آگ لالہ و گُل کی رگوں نے کب پائی
تپش سے جس کی ہیں ناسکؔ کے جان و دِل بےتاب

توحید و ختمِ نبوّت کے علمبردارو

ایک ہو جاؤ!

مرزائیوں کی سرمایہ دارانہ سیاسی سازشوں، مذہبی مکّاریوں اور سماجی قدروں میں مخفی فریب کاریوں کے محاسبہ و تعاقب کے لئے عالمی مجلسِ احرارِ اسلام کے زیرِ تعمیر دینی مراکز کی تکمیل و تشکیل میں بھرپور تعاون کریں!

ہمارے دینی ادارے:

- جامعہ ختمِ نبوّت — مسجدِ احرار، متصل ڈگری کالج ربوہ فون ۸۸۶
- مدرسہ ختمِ نبوّت — بخاری مسجد، سرگودھا روڈ ربوہ
- دارالعلوم ختمِ نبوّت — چیچہ وطنی فون ۹۵۳
- مدرسہ معمورہ — دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان
- مدرسہ معمورہ — مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان
- مدرسہ محمودیہ معمورہ — ناگڑیاں، ضلع گجرات
- مدرسہ ابوبکرِ صدّیق — تلہ گنگ جنوبی
- یو کے ختمِ نبوّت مشن — (ہیڈ آفس: گلاسگو) برطانیہ

سیّد عطاء المحسن بخاری مدیر مدارس التحفیظ والمساجد

دارِ بنی ہاشم ◎ پولیس لائنز روڈ، ملتان - پاکستان ◎ ترسیلِ زر کے لئے: اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان